# بحضور

# قلندر بابا اولیاءؒ رحمۃ اللہ علیہ

ڈاکٹر وقار یوسف عظیمی

# صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ

ہم نے لیا رنگ اللہ کا اور کس کا رنگ ہے اللہ سے بہتر؟

اور ہم اسی کی بندگی کرنے والے ہیں۔

(سورۃالبقرہ:۱۳۸)

ساقی کا کرم ہے میں کہاں کامے نوش

مجھ ایسے ہزارہا کھڑے ہیں خاموش

میخوار عظیمؔ برخیا حاضر ہے

افلاک سے آرہی ہے آوازِ سروش

(سید محمد عظیمؔ برخیا قلندر باباولیاءؒ)

## فہرست

بحضور باباتاج الدین ناگپوریؒ ..... 12

نقشِ قدم ..... 13

عرض مرتّب ..... 17

محترم جناب ڈاکٹر غلام مصطفیٰ چوہدری صاحب وائس چانسلر بہاءالدین زکریایونیورسٹی۔ملتان ..... 19

محترم جناب ڈاکٹر پروفیسر عبدالرشید صاحب ڈین فیکلٹی آف اسلامک اسٹڈیز، کراچی یونیورسٹی ..... 19

محترم جناب ڈاکٹر یونس حسنی صاحب، مدیر اعلیٰ۔اردو لغت بورڈ ..... 19

محترم جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد انعام الحق کوثر۔ محقق،ماہرِ تعلیم،دانشور۔کوئٹہ ..... 20

محترم جناب راغب مراد آبادی صاحب۔کراچی ..... 21

راغب مراد آبادی ..... 23

رازدارِ صمدیت ..... 23

محرم راز ..... 24

رحمتِ یزداں ..... 25

محترم جناب مظفر وارثی ..... 26

خراجِ حروف ..... 26

بحرِ تصوف ..... 29

قلندر اولیاء قلندرؒ ..... 31

سحر انصاری ..... 33

سرچشمۂ صدق وصفا ..... 33
جناب محترم دلاور فگار ..... 34
پیکر خلقِ نبی ..... 34
جلوہ نمائے حق ..... 35
بزمِ سخن ..... 36
ولایت کا چمن ..... 37
باباؒ کا مشن ..... 38
صابؔر براری ..... 41
آہ خواجہ حسن اُخریٰ قلندر باباولیاءؒ ..... 41
ضیاءالحق قاسمی ..... 43
صاحبِ طریقت ..... 43
فیضِ عام ..... 44
ذاتِ شش جہات ..... 45
امیرالاسلام ہاشمی ..... 46
مکتبۂ فیض ..... 46
سبکتگین صباؔ ..... 47
اُسلوبِ بندگی ..... 47
خلش مظفر ..... 49

نذرانۂ قلندر ..... 49
سحرؔ تاب رومانی ..... 50
آدمی قلندر تھا ..... 50
ناظم القادری ..... 52
دریا حباب میں ..... 52
طریقِ قرآں ..... 53
مختار علی اجمیری ..... 55
منزلِ حق ..... 55
قاری مسلم غازی ..... 57
قربتِ دمساز ..... 57
امتیاز ساغرؔ ..... 58
خانقاہِ عشق ..... 58
اسلم فریدی ..... 60
قلندر بابا کے حضور ..... 60
تنویر پھولؔ ..... 62
توصیفِ باباولیاءؒ ..... 62
مردِ عظیمؒ ..... 63
نذرِ باباؒ ..... 64

اکرم حجاہی.....66
یزداں شناس.....66
سید معراج جامیؔ.....67
زینتِ کون ومکاں.....67
شیبا آفتاب حیدری.....69
نقشِ دوام.....69
قمر یزدانی.....70
سفرِ آخرت قلندر باباولیاءؒ.....70
سید خضر نوشاہی.....72
مخزنِ فیضان.....72
نورالدین موجؔ.....73
چشم کرم کیجئے.....73
قمر وارثی.....74
رنگِ فقیرانہ.....74
عبدالحکیم ناصف.....76
انوارِ قلندر.....76
فیض عالم بابر.....76
میرے عظیم رہبر.....77

عبدالمالک ہمزادی.....79
قلندری میخانہ.....79
مسعود جامؔی.....80
قلندر کی پہچان.....80
انجمؔ رحمانی.....81
صبح کی نورانیت.....81
ڈاکٹر محمد آدم.....83
رہبرِ کامل.....83
امتیاز الملک سلطانی.....85
روحانیت کے آسماں.....85
حق نواز خلیل.....87
شاہِ اہل تکوین.....87
رحمت اللہ علیک.....88
تیرے نغموں کی ہو بہار.....88
سیدہ سعیدہؔ خاتون.....90
بہاروں کا صدور.....90
شانِ قلندر.....91
جشنِ بے مثال.....93

قادری السلعظیمی ..... 95
فیضان شاہانہ ..... 95
بادۂ عرفاں ..... 96
بھجن ..... 98
باباؒ کا کرشمہ ..... 99
ظفر اقبال انجم ..... 101
سرکاراں دی چوکھٹ ..... 101
اپنے رنگ وچ رنگ دے ..... 102
کردیں نظر باباؒ ..... 102
الیاس شاداں وارچی ..... 104
حق آشنا ..... 104
نظر جالنوی ..... 105
حقیقت کی ضیاء ..... 105
محمد انیس حجازی ..... 106
منم محو خیالِ اُو ..... 106
نگاہِ التفات ..... 107
نگاہِ مومن ..... 108
قلندر شعور ..... 110

حاملِ علم لدنی ..... 110
کریم بلالؔ ..... 112
عظیم رب کی نعمت ..... 112
محورِ حق و آگہی ..... 113
سُھبءِ ازَل ..... 114
جمالِ قلندر ..... 115
عشق کی کمند ..... 116
اشفاق عنبر ..... 117
شجر سایہ دار ..... 117
تیرے جلوے ..... 118
بحرِ بیکراں ..... 119
شمعِ بزمِ اولیاءؒ ..... 120
پیرِ طریقت ..... 121
منیر حسین صدیقی ..... 122
باخدا ہیں آپؒ ..... 122
پرتوِ احمدؐ ..... 123
نوآموز شعراء کا نذرانۂ عقید تبحضور قلندر باباولیاءؒ ..... 124
سنگِ آستاں ..... 124

تنویر حسن اُخریٰؒ.....124
نیرنگیٔ خیال.....125
پالن ہار.....126
نظرِ حسن اُخریٰ.....127
بگڑی بنادیں.....128
دامنِ برخیاؒ.....130
درِ میخانہ قلندر.....130
اپنابنالو باباؒ.....131
پتھر کو بھی ہیرا کردے.....132
جامِ ہستی.....133
روشن ضمیر.....134
ستاروں کی ضیاء.....134
عارفوں کے مقتدا.....135
شانِ اتقیا.....136
راہِ حق کانشاں.....137
جامِ عرفاں.....138
تکوین کے سالار.....139
رَت جگوں کے خواب.....140

رفعتِ آکاش.....141

سرخیلِ طریقت.....141

یاقلندر باباؒ.....142

نذرانۂ عقیدت.....143

دربار قلندر باباؒ.....144

مرشد مل جائے.....145

# منقبت

## بحضور باباتاج الدین ناگپوریؒ

یا بابا تاج الدین ولی ، تم زلف نبیؐ گیسوئے علیؓ
تم لاڈلے بی بی زہرہؓ کے، تم روئے حسینؓ ابروئے علیؓ
پروردہ نازِ خدا تم ہو ، سرکردہ رازِ خدا تم ہو
گلزارِ نیاز خدا تم ہو ، خوشبوئے حسن، خوشبوئے علیؓ
اس دور کے اندر جانا ہے ، اس دور کے اندر سمجھا ہے
تم سے ہی جمال مصطفویؐ ، تم سے ہی جلالِ خوئے علیؓ
تم ختمِ رسلؐ کا نقشِ قدم ، تم شمعِ عرب تم شمعِ عجم
تم سرِ خفی و جلی باہم ، مہکی ہے تم سے بوئے علیؓ
یہ آپ ہی کا تو نواسا ہے، دریا پی کر جو پیاسا ہے
جلووں کا سمندر دے دیجئے ، اے بادۂ حق ، اے جوئے علیؓ

(قلندر باباولیاءؒ)

## نقشِ قدم

جب سے دنیا آباد ہوئی ہے انسان کا شعور راحت و آرام کا متلاشی ہے۔

راحت و آرام اِرتقا کے دائرہ کار میں آتا ہے اور اِرتقاء اُس وقت ہوتا ہے جب انسان اپنی کمزوریوں کو چھپائے اور اچھائیوں کو ظاہر کر کے خود کو اچھا ثابت کرے۔ انسان ان چیزوں کو اہمیت دیتا ہے جو لوگوں کے پاس نہیں ہوتیں۔ یہی چیزیں کسی انسان کے لئے وجہ افتخار بن جاتی ہیں۔ یہ بات اپنی جگہ بڑی اہمیت کی حامل ہے کہ آسائش کی زیادتی سے ''سکون'' تقسیم ہو جاتا ہے اور سکون کی تقسیم سے ذہنی خلفشار پیدا ہوتا ہے۔ جب ایجادات میں افراط ہو جاتی ہے تو دنیاوی تقاضوں کی تکمیل ہی مقصد حیات بن جاتا ہے۔

یہ بتانے کے لئے کہ مقصد حیات محض آسائش، آرام کا حصول نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے انبیاءؑ بھیجے۔ اُنہوں نے درس دیا کہ دنیا کے لوازمات آرام، آرائش کے لئے تو ہیں لیکن ان میں دل لگانے سے آدمی صراطِ مستقیم سے دور ہو جاتا ہے۔

انبیاء اور اولیاء نے صراطِ مستقیم پر قائم رہنے کے لئے جو اُصول مرتب کئے ہیں، وہ یہ ہیں۔۔۔

☆ دنیا کی ہر نعمت کو اللہ کے شکر کے ساتھ استعمال کرو۔

☆ مقصدِ حیات اللہ کے بنائے ہوئے وسائل کو نہ بناؤ۔

☆ زندگی کا مقصد اللہ اور صرف اللہ ہونا چاہئے کہ اس نے تمہیں اور تمہارے لئے وسائل کو تخلیق کیا ہے۔

ان قواعد و ضوابط کو عوام تک پہنچانے کے لئے صحیفے اور آسمانی کتابیں نازل ہوئیں۔ لوحِ محفوظ میں قرآن کریم کو محفوظ کیا گیا تاکہ کوئی فرد مقصدِ حیات کے تعین میں ناکام نہ رہے۔ خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد رُشد و ہدایت، تلقین اور تبلیغ کا کام صحابہ کرامؓ کے بعد اولیاء اللہ نے سنبھال لیا اور اِن قدسی نفس حضرات نے حمد، نعت، نثر و نظم اور خطبوں کے ذریعے لوگوں تک اللہ کا پیغام پہنچایا۔ عباسی خلفاء کے دور میں یونانی فلسفیوں کے تراجم کے بعد جب اسلامی معاشرے میں زبردست انتشار پیدا ہو گیا۔ قرآنی علوم، معجزات، آخرت اور معراج جیسی حقیقت کو یونانی فلسفے کی عینک سے دیکھا جانے لگا تو اس طوفانِ بدتمیزی کے آگے مشہور صوفیاء حضرت جنید بغدادیؒ، حضرت بایزید بسطامیؒ اور حضرت ذوالنون مصریؒ نے بند باندھا۔ اسلامی معاشرے میں ذہنی انتشار کو ختم کرنے کے لیے، تزکیۂ قلب، سکون، مشاہدہ اور باطنی اسرار کے لیے کتابیں تصنیف کیں۔

امام غزالیؒ نے معاشرے کے اخلاقی زوال کی اصلاح کے لیے ''احیاءُ العلوم'' کتاب لکھی۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے سلسلہ قادریہ قائم کیا اور ''غنیۃ الطالبین'' جیسی مشہور کتاب لکھی۔۔ شیخ نجیب الدین ابو القاہر سہر وردی، ظاہری اور باطنی علوم دونوں کے معلم تھے۔ اُنہوں نے سلسلہ سہر وردیہ کی بنیاد قائم کی۔

شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ کی تصنیف کردہ تقریباً 150 کتابیں دنیا میں موجود ہیں۔ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ نے ''عوارف المعارف'' تصنیف فرمائی۔ حضرت بابا فرید شکر گنجؒ اس کا درس دیا کرتے تھے۔

حضرت نجم الدین کبریٰؒ نے خالق اور مخلوق کے درمیان رابطہ قائم ہونے کے سلسلے میں نظم و نثر میں کئی کتابیں تصنیف کیں۔ عالم با عمل مولانا جلال الدین رومیؒ کو حضرت شمس تبریزؒ کی نگاہِ التفات سے علومِ باطنی حاصل ہوئے۔ شاہ ولی اللہؒ نے تکوین، طریقت، شریعت اور عرفانِ نفس کے بارے میں کتابیں تصنیف فرمائیں۔

داتا گنج بخشؒ نے کشف المحجوب تحریر فرمائی۔

ان بزرگ حضرات نے کلامِ الٰہی کے مطابق دین کی تعریف اور معنی تلاش کئے اُنہوں نے بتایا کہ یہ دنیا عارضی قیام گاہ ہے اصل مقام اس دنیا کے بعد دوسری دنیا ہے۔ ان حضرات نے اسرار و رموز و اشگاف الفاظ میں بیان کئے۔ اپنے اپنے دور میں شعوری تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے روحانی علوم کی اس طرح تشریح کی کہ روحانی دنیا کے تجربات اور مشاہدات کا بھی لوگوں کو ادراک ہوا۔

اللہ تعالیٰ اُن کی ارواح کو حضوری عطا فرمائے۔ ان حضرات نے ہر شعبہ زندگی میں دین کی اہمیت کو اُجاگر کیا تاکہ کسی مسئلے کا مفہوم غلط نہ سمجھا جائے۔

اللہ کا اپنا ایک نظام ہے!

دنیاداری کا مفہوم یہ ہے کہ دنیا میں ارتقاء ہوتا رہے۔ دو سو سال سے سائنس ترقی پذیر ہے۔ یہ انسانی عقل کے لئے عروج کا دور ہے۔ پوری دنیا ایک کمرے میں سمٹ آئی ہے۔ فاصلے ناقابلِ ذکر بنتے جا رہے ہیں۔ زمین کے اندر کیا ہے اور خلا میں کیا کچھ ہے اس کا کھوج لگایا جا رہا ہے۔ ہر ناممکن کو ممکن العمل بنانے کی کوشش جاری ہے۔ لیکن اس کے باوجود عروج کی یہ کہانی عجیب ہے کہ ترقی کے اس دور میں ہر شخص پریشان ہے، مصیبت زدہ ہے، سکون ختم ہو گیا ہے، بیماریوں نے جکڑ لیا ہے۔ ایک بیماری کا علاج پورا نہیں ہوتا دوسری دو بیماریاں حملہ آور ہو جاتی ہیں۔ عدم تحفظ نے زندہ درگور کر دیا ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام کے چالاک اور عیار ٹھیکیداروں نے اللہ کی مخلوق کو غلام بنانے کے لیے نئے نئے جال بچھا دیئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے محبت کرتے ہیں۔ مخلوق کی بقاء چاہتے ہیں۔ مخلوق کو خوش دیکھنا چاہتے ہیں۔ اپنی مخلوق کے اوپر رحمت کی بارش برسا کر خوش ہوتے ہیں۔

نوعِ انسانی کی درماندگی، بے سکونی، پریشانی اور خوف ختم کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے بیسویں صدی عیسوی میں ابدالِ حق حضور قلندر باباولیاؒ کو دنیا میں بھیجا ہے۔

حضور قلندر باباولیاءؒ نے اپنے پیشوا بزرگوں کے نقشِ قدم پر چل کر نظم و نثر میں کتابیں لکھ کر اللہ کی مخلوق کو روشن راستہ دکھایا ہے۔ نظم و نثر دونوں میں حضور قلندر باباولیاءؒ نے بتایا ہے کہ انسان کی زندگی کے دو رُخ ہیں۔ ایک رُخ مادی وجود ہے اور دوسرا رُخ روح ہے۔ مادی وجود کی اپنی کوئی حیثیت

نہیں ہے۔مادی وجود ہمیشہ روح کے تابع ہو کر حرکت کرتا ہے کسی مردہ جسم نے کبھی حرکت نہیں کی جبکہ مردہ مادی وجود میں خدوخال موجود ہوتے ہیں۔

قلندر باباولیاءؒ فرماتے ہیں دنیا کی چیزیں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے استعمال کے لیے بنائی ہیں۔دنیا عارضی ہے اسی طرح دنیا کی ہر چیز عارضی ہے۔دنیا کی ہر آسائش سے فائدہ اُٹھاؤ اور اللہ کی طرف قدم بڑھاؤ۔۔منزل پر پہنچنے کے لیے راستہ کی خوشنما چیزوں میں دل نہ لگاؤ کیونکہ اس طرح راستہ کھوٹا ہو جائے گا۔منزل میں وہ سب کچھ موجود ہے جو راستہ میں مسافر کو نظر آتا ہے۔مسافر جیسے آگے آگے بڑھتا ہے۔دل موہ لینے والی تصویریں اور خوشنما مناظر سب پیچھے رہ جاتے ہیں۔۔

قلندر باباؒ فرماتے ہیں:

ہو جھونپڑی یا قلعہ تیری ملکیت
لیکن اَجل ایک دم کی نہیں دے گی مہلت
رکھ کر گڑھے میں کہیں گے احباب
پائی ہے فلاں ابنِ فلاں نے رحلت

☆☆☆☆☆

مٹی میں ہے دفن آدمی مٹی کا
پتلا ہے وہ ایک پیالہ بھری مٹی کا
میخوار پئیں گے جس پیالے میں شراب
وہ پیالہ بنے گا کل اِسی مٹی کا

اگر ہمارے پاس ہمارے بزرگوں کی تحریریں نہ ہوتیں اور ہمارے اسلاف ان تحریروں کو کتابوں کے ذریعے رہتی نسلوں تک نہ پہنچاتے تو اخلاقی قدروں میں ارتقاء نہ ہوتا اندھیرے اور انحطاط ہمیں حیوانات کی صفوں میں دوبارہ دھکیل دیتے

اسلاف کے بنائے ہوئے ضابطوں اور قاعدوں پر رُک کر چل کر ٹھہر کر اور فیصلہ کر کے نورِ بصر حکیم وقار یوسف عظیمی نے بزرگوں کی روایات کو زندہ رکھا ہے۔عزیز موصوف نے حضرت قلندر باباولیاءؒ کی شان میں کہی گئیں مناقب کو کتابی صورت میں شائع کر کے نہایت مستحسن کام کیا ہے۔اللہ تعالیٰ حکیم وقار یوسف عظیمی کی اِس کاوش کو قبول فرمائے اور اُنہیں اولیاءاللہ کے فیوض و برکات سے مستفیض فرمائے۔آمین

خواجہ شمس الدین عظیمی

مرکزی مراقبہ ہال۔ سرجانی ٹاؤن، کراچی

۴ جنوری ۲۰۰۳ء

## عرض مرتّب

میں یہ تو نہیں بتا سکتا کہ اس ہستی کو پہلی بار کب دیکھا تھا ہاں یہ ضرور بتا سکتا ہوں کہ اس دنیا میں آنے کے بعد زندگی کی جو اولین باتیں یادداشت میں محفوظ ہیں ان میں سب سے نمایاں اور سب سے موثر نقش اسی ہستی کا ہے۔ اس ہستی سے میرا کوئی خونی رشتہ نہیں نہ ماں، نہ باپ، نہ دادا، نہ نانا لیکن اس ہستی کے ساتھ میرا تعلق ان تمام رشتوں سے زیادہ قوی ہے۔ اس ہستی سے مجھے ماں کا پیار، باپ کی شفقت، اُستاد کی رہنمائی اور دوستوں کا خلوص ملا ہے۔

کہتے ہیں کہ بچہ سب سے پہلے جو چند الفاظ بولتا ہے ان میں لفظ ماں بھی شامل ہے۔ یہ بات تو میری ماں ہی بتا سکتی ہیں کہ میں نے کس عمر میں بولنا شروع کیا اور ابتداء میں کیا لفظ بولے لیکن میں اتنا ضرور جانتا ہوں کہ میں نے اپنی ماں کو امی کہا اور محبت و شفقت کے اس پیکر کو جس کا نام محمد عظیم برخیا ہے میں نے ''اماں'' کہہ کر پکارا۔ ایک مرد کو ''اماں'' کہہ کر پکارا۔ جب میں کچھ بڑا ہوا شاید پانچ یا چھ سال کا تو مجھے یاد ہے کہ کئی لوگوں نے محترم باباصاحب کے لئے میرے منہ سے لفظ اماں سن کر حیرت کا اظہار کیا۔ چند ایک نے ٹوکا بھی اور پوچھا کہ تم باباصاحب کو ''اماں'' کیوں کہتے ہو۔ کسی نے کہا انہیں اماں نہ کہا کرو بلکہ دادا یا باباصاحب کہا کرو، لیکن میرے ابا اور میری امی نے باباصاحب کو اماں کہنے پر مجھے کبھی نہیں ٹوکا۔ خود باباصاحب نے اس تخاطب سے مجھے منع نہیں کیا۔ کسی صاحب نے میرے اباجی سے عرض کیا کہ آپ کے بیٹے کا حضور بھائی صاحب (باباصاحب) کو اماں کہنا بڑا عجیب سا لگتا ہے اسے بتائیں کہ باباصاحبؒ کو اماں کے بجائے کسی اور نام سے پکارے۔ میرے اباجی نے فرمایا کہ باباصاحب کو میرے بیٹے کے منہ سے اپنے لیے اماں کا لفظ اچھا لگتا ہے تو میں اسے کیوں منع کروں۔

میری طرح میرے دوسرے بہن بھائی بھی باباصاحبؒ (قلندر باباولیاء) کو اماں کہہ کر پکارتے تھے۔ آج بھی جب آپس میں باتیں کر رہے ہوں اور ہمارے درمیان باباصاحبؒ کا ذکر ہو رہا ہو تو ہم ان کا ذکر ''اماں'' کے نام سے ہی کرتے ہیں۔

اس سائنسی دور میں قلندر باباولیاءؒ کے علم، فضائل اور ان کے اعلیٰ اوصاف کا ایک زمانہ معترف ہے۔ ان کے افکار و تعلیمات کے ذریعہ لوگ اپنے مقصد تخلیق کے حصول کے طریقے تلاش کر رہے ہیں۔ ان کے در سے، ان کے دامنِ ارادت سے وابستہ ہو کر لاکھوں بندگانِ خدا فیض اور سکون پا رہے ہیں لوگوں پر معرفت کے اسرار کھل رہے ہیں۔

اللہ کے دوست، رسول اللہ ﷺ کے عاشق اور آپ ﷺ کے علوم کے وارث قلندر باباولیاءؒ کے دربار سے علوم کے خزانے بانٹے جا رہے ہیں۔ متلاشیانِ علم و آگہی اپنی ہمت اور ظرف کے مطابق ان سے فیض پا رہے ہیں۔ دنیا بھر میں قلندر باباولیاءؒ کا شہرہ ہے۔ چشم بینا یہ سب مناظر دیکھتی ہے۔ مجھے مسرت و طمانیت ملتی ہے۔ یہ احساس میرے دل کو خوشی سے بھر دیتا ہے کہ یہ سب لوگ اماں کے ہیں اور اماں میرے ہیں۔

سخنور خواتین وحضرات نے انہی ''اماں'' کے ساتھ اپنی عقیدت کا اظہار کیا ہے۔ عقیدت سے معمور یہ اشعار روحانی ڈائجسٹ کے صفحات پر شائع ہوتے رہے۔ کئی سالوں کے شماروں سے منتخب اشعار کے موتیوں کی مالا، پھولوں کا گلدستہ، حضور قلندر باباولیاءؒ کی شان میں کہی گئی منقبتوں کا یہ مجموعہ جن میں بعض تازہ منقبتیں بھی شامل ہیں آپ کی خدمت میں پیش ہے۔

اس مجموعے کی ترتیب واشاعت میں روحانی ڈائجسٹ کے ہونہار کارکن محمد ذیشان خان اور روحانی ڈائجسٹ کے قلمی معاون احتشام الحق نے جس لگن عقیدت اور خلوص کا مظاہرہ کیا ہے۔ وہ قابلِ ستائش ہے۔ ان دونوں کو اور اس مجموعے کی ترتیب واشاعت میں حصہ لینے والے روحانی ڈائجسٹ کے کارکنان، وابستگانِ سلسلہ عظیمیہ اور عقیدت مندانِ قلندر باباولیاءؒ پر اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنا فضل وکرم نازل فرمائیں۔۔ آمین یارب العالمین!

**وقار یوسف عظیمی**

**کراچی۔ جنوری ۲۰۰۳ء**

## محترم جناب ڈاکٹر غلام مصطفیٰ چوہدری صاحب وائس چانسلر بہاءالدین زکریایونیورسٹی۔ملتان

سلسلہ عظیمیہ، قلندر باباولیاءؒ کی فیض رساں ذات کے طفیل ذہنی واعصابی تناؤ، معاشی دباؤاور صنعتی جنجال میں اسیر مخلوق کی شخصیت کی کرچیاں جوڑنے میں جس طرح اپنا روحانی کردار ادا کر رہا ہے۔روزِ روشن کی طرح عیاں ہے۔

قلندر باباولیاءؒ کی ذاتِ بابرکات کے لئے مختلف مزاج اور اُسلوب کے شاعروں نے جو منقبتیں کہی ہیں،اُن میں تنوع اور کثرت کے باوصف عقیدت اور اخذ فیض کی آرزو مشترک ہے، یہ مجموعہ ایک طرف تو اس روحانی سلسلے کے دائرہ اثر کو بڑھائے گا دوسری طرف اردو شعری روایت کو عرفان کی روشنی عطا کرے گا۔

---

## محترم جناب ڈاکٹر پروفیسر عبدالرشید صاحب ڈین فیکلٹی آف اسلامک اسٹڈیز، کراچی یونیورسٹی

دورِ حاضر کے عظیم روحانی سائنسدان حضرت قلندر باباولیاءؒ نے قرآنی فہم اور تعلیماتِ نبوی ﷺ کو جس دلنشین اور عام فہم اندازِ بیاں کے ذریعے پیش فرمایا وہ صرف حضور باباجیؒ کا ہی حصہ ہے۔آپؒ کی تعلیمات نوعِ انسانی کو فلاح اور بقا کا راستہ دکھاتی ہیں۔

برادرم وقار یوسف عظیمی کی یہ کاوش قابلِ تحسین ہے کہ آپ حضرت قلندر باباولیاءؒ کی توصیف میں کہی گئیں مناقب کا مجموعہ شائع کر رہے ہیں۔اکابرین کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کا یہ اچھا طریقہ ہے،اس سے باباجیؒ کی شخصیت کی اہمیت اُجاگر ہونے کے ساتھ ساتھ علمِ تصوف کی بھی ترویج ہو سکے گی۔

اس نہایت قابلِ قدر اور علمی سرمائے کی اشاعت پر میں برادرم وقار یوسف عظیمی کو ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں اور توقع رکھتا ہوں کہ اہلِ علم اور اہلِ ذوق حضرات اس علمی خزانہ سے ضرور استفادہ کریں گے اور صاحبانِ معرفت اپنے دلوں کو جلا بخشیں گے۔

دعا ہے کہ اللہ اس کاوش کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔(آمین)

---

## محترم جناب ڈاکٹر یونس حسنی صاحب، مدیر اعلیٰ۔اردو لغت بورڈ

بابا قلندر اولیاءؒ ہمارے عہد کے بڑے اور صاحبِ طریقت صوفیا میں تھے،انہوں نے مادیت کے اس دور میں عالم روحانی کی کنہ تک رسائی حاصل کی اور اس کا ایک اسلوب وضع کیا۔ان سے ہزاروں افراد نے فیضان حاصل کیا۔اللہ سے اپنے تعلق اور نبی ﷺ سے محبت وعقیدت کی شمعیں روشن کیں اور

اپنی زندگیوں کو سنوارا،اُن کے اس اسلوب کی آبیاری جناب خواجہ شمس الدین عظیمیؒ نے کی اور اس کو خالص علمی اور سائنسی بنیادوں پر استوار کر کے ایک نئی معنویت دی۔ عظیمی صاحب بابا قلندر اولیاءؒ کے فیض یافتہ، رمز شناس اور ان کے علم کے امین ہی نہیں اُس کے فروغ کا سبب بنے ہیں۔ان کی متعدد کتب اردو اور انگریزی میں شائع ہو چکی ہیں اور روحانی مدارج کے ارتقائی مراحل پر ان کی کاوشیں بعض جامعات میں تدریسی نصاب میں شامل ہیں اور یہ سب بابا قلندر اولیاءؒ کا فیضان ہے۔مجھے باباصاحبؒ کا نیاز حاصل نہ ہو سکا، عظیمیؒ صاحب سے نیاز مندی ہے،ان کا حب رسول ﷺ،ان کی متانت اور طبیعت کا حلم،انسانوں سے ہمدردی اور مخلوقِ خدا سے محبت میری طرح کتنوں کو متوجہ کرتی ہے۔اب تو ان کی روحانی فیضِ رسانی علمی حلقوں سے نکل کے عوامی سطح تک منتقل ہو چکی ہے۔ عظیمیؒ صاحب کے صاحبزادے جناب وقار یوسف عظیمیؒ نے جو روحانی ڈائجسٹ کے مدیر بھی ہیں بابا قلندر اولیاء کی منقبت میں ہمارے عہد کے بعض معروف شعراء کی نظمیں مرتب کی ہیں اور ان کے اظہار عقیدت کو یکجا کر دیا ہے۔ان نظموں سے محض عقیدت کا اظہار ہی نہیں ہوتا بلکہ باباصاحبؒ کے حالات و کوائف پر بھی مختصر روشنی پڑتی ہے۔ عظیمی صاحب کے خاندان کی یہ دوسری پشت ہے جو بابا صاحبؒ کے روحانی فیض کو عام کرنے میں کوشاں ہے۔اللہ تعالیٰ ان کی مساعی کو قبول فرمائے۔

---

## محترم جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد انعام الحق کوثر۔ محقق،ماہرِ تعلیم،دانشور۔کوئٹہ

حضرت قلندر باباؒ کے ایک ہاتھ پر ذکر رب کی قندیل اور دوسرے پر ذکر شاہِ دین کی شمع تھی۔ایک طرف دانش و عرفان کے سمندر اور دوسری جانب شریعت کے حامل اور طریقت میں کھوئے ہوئے۔۔ایک رُخ میں قرآنِ مجید کے عامل اور دوسرے میں سنتِ نبی ﷺ کے سچے عاشق،ایک پہلو خدمتِ خلق اور دوسرا خوش خلقی کا مظہر،ایک انداز دعاؤں کا سلیقہ سکھانے والوں اور دوسرا فقر قرآن کا جھنڈا گاڑے ہوؤں کی مثل ملتا ہے۔

اُن کا کلامِ محبت اور پاکیزگی کا پرتو اور نصابِ دانش و حکمت کا مرقع،لمحہ موجود کی اہمیت بتانے اور مساوات کا درس دینے والا ہے۔

مختصراً حضور قلندر باباولیاءؒ متعدد جامع حیثیات کے مالک تھے۔جن کا فیض خاص اور فیض عام جاری و ساری ہے۔

## محترم جناب راغب مراد آبادی صاحب۔ کراچی

شان میں ، بابا قلندر اولیاؒ کی یہ کتاب
اہلِ عرفاں کے لئے ہے ارمغانِ لاجواب
شاعرانِ حق نگر کی اس میں منظومات ہیں
ان کے جذباتِ عقیدت ، اور معروضات ہیں۔
ذات ہے بابا قلندرؒ کی تو بحر بے کنار
ہو نہیں سکتا دلِ ہر کس پہ یہ راز آشکار
تذکرہ ہے اُن کے افکار اُن کی تعلیمات کا
ہے اسی آئینے میں پَر تو بھی اُن کی ذات کا
ہیں ضیاء الحقؔ ، مظفر وارثیؔ، اکرمؔ، صباؔ
منقبت گویانِ بابا میں بہ افضالِ خدا
تھے قلندر اولیاء خود شاعر شیریں مقال
اور دنیائے سخن میں، آپ تھے اپنی مثال
برخیاؔ اُن کا تخلص تھا، نہیں اس میں کلام
سعدی و رومی سے ہرگز کم نہ تھا اُن کا مقام
اُن کی ہے اِک اِک رباعی آفتابِ معرفت
اہلِ ایمان و یقیں کا ہے نصابِ معرفت
اَجر اِس کارِ عظیمیؔ کا خدا دے گا ضرور
سُرخرو ہوں گے عظیمیؔ بھی محمدؐ کے حضور

# معروف شعرائے کرام کا نذرانۂ عقیدت

## بحضور

## قلندر بابا اولیاء رحمۃ اللہ علیہ

## راغب مرادآبادی

محترم راغبؔ مرادآبادی صاحب اردو ادب میں کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ شعر و ادب کے اِس گلستان سے سخنوری کے کتنے ہی شگوفے پھوٹے اور راغبؔ مرادآبادی کے دامنِ تلمیذ سے وابستہ شعراء نے اپنا لوہا منوایا۔ راغبؔ مرادآبادی صاحب فی البدیہہ شاعری میں بھی اپنا خاص مقام رکھتے ہیں۔ قطعہ نگاری، غزل گوئی اور تنقید سمیت شاید ہی کوئی ادبی صنف ہو جس میں راغب صاحب نے اپنے جوہر نہ دکھائے ہوں۔

آپ نے مولانا ظفر علی خان کے سامنے زانوائے تلمیذ تہہ کئے۔ محترم راغب صاحب کی شاعری کئی عشروں پر محیط ہے اور اس عرصے میں آپ کی فکر رسا سے پھوٹنے والے شعری محاسن کا عکس آپ کے مجموعے ہائے سخن میں دیکھا جا سکتا ہے۔ آپ کی اب تک بیس سے زائد کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں جن میں ساغر صدر نگ، عزم و ایثار، ہمارا کشمیر، نذر شہدائے کربلا، محنت کی ریت، ضیائے سخن، سو نعتیہ اشعار، مدحت خیر البشرؐ، مدح رسول ﷺ، بحضور خاتم الانبیاء ﷺ، بدر الدجیٰ ﷺ، مکالماتِ جوش و راغب، رگِ گفتار، آزادی، تاریاں دی لو، روشنیوں کا شہر قابل ذکر ہیں۔

### رازدارِ صمدیت

مخزنِ جُود و سخاوت تھے قلندر باباؒ
معدن دانش و حکمت تھے قلندر باباؒ
ذہن افروز ہے ایک ایک رباعی اُن کی
منفرد شاعر فطرت تھے قلندر باباؒ
فیض یاب اُن سے ہوئے ان گنت انسان یہاں
سر بہ سر لطف و عنایت تھے قلندر باباؒ
سینہ تھا ، مخزن اسرار الٰہی اُن کا
رازدارِ صمدیت تھے قلندر باباؒ
ہیچ تھا تختِ شہی ان کی نظر میں بخدا
وارثِ دلقِ قناعت تھے قلندر باباؒ

یہ حقیقت ہے کلام اس میں نہیں اے راغبؔ
یوسفِ مصر ولایت تھے قلندر باباؒ

---

## محرمِ راز

کیا عرض کروں تھے کیا قلندر باباؒ
نور صدق و صفا قلندر باباؒ
اوصاف و محامد میں تھے بے مثل و نظیر
من جملہ اولیاء قلندر باباؒ
حق بین و حق اندیش قلندر باباؒ
صوفی صفا کیش قلندر باباؒ
ان کا نعم البدل نہیں ہے کوئی
تھے ایسے ہی درویش قلندر باباؒ
بے گانہ سیم و زر قلندر باباؒ
مردِ صاحبِ نظر قلندر باباؒ
تھے سلسلہ عظیمیہ کے بانی
حق گستر و حق نگر قلندر باباؒ
تھے محرم رازِ حق قلندر باباؒ
ابد رب الفلق قلندر باباؒ

فضل ربی سے حل کیا کرتے تھے

ہر مسئلہ ادق قلندر باباؒ

---

## رحمتِ یزداں

مالکِ دولتِ عرفاں ہیں قلندر باباؒ

حق پرستوں میں نمایاں ہیں قلندر باباؒ

جو ہوا آپ سے منسوب ''عظیمی'' ٹھہرا

فیض کا ابرِ گلِ افشاں ہیں قلندر باباؒ

مل کے یہ راز کھلا حضرت شمس الدین سے

علم کا مہر درخشاں ہیں قلندر باباؒ

مُنکشِف آپ پر اسرارِ شریعت بھی ہوئے

ناشرِ حکمتِ قرآں ہیں قلندر باباؒ

برخیا ، آپ کا نادر ہے تخلص بخدا

منفرد شاعر فن داں ہیں قلندر باباؒ

کیوں نہ ہوں فنِ رباعی میں بھی آپ اپنی مثال

فیضیاب درِ یزداں ہیں قلندر باباؒ

دل سے آواز یہ آتی ہے مرے اے راغبؔ!

سایۂ رحمتِ یزداں ہیں قلندر بابا

## محترم جناب مظفرؔ وارثی

محترم جناب مظفرؔ وارثی کا اصل نام محمد مظفر الدین احمد صدیقی ہے آپ کی پیدائش بھارت کے شہر میرٹھ (یوپی) میں 23 دسمبر 1933ء کو ہوئی۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ایف اے، ادیب فاضل کی ڈگری حاصل کی۔ 36 سال اسٹیٹ بینک آف پاکستان سے وابستہ رہے۔

زمانہ طالب علمی سے ہی ریڈیو پاکستان سے وابستہ ہو گئے تھے۔ نعتیں، گیت اور سلام تخلیق کر رکھی تھیں لیکن مشاعرے میں شرکت کا آغاز 1964 میں پی ٹی وی کے قیام سے کیا۔ 32 اردو فیچر فلموں کے گیت لکھے۔ 1972ء میں نعت گوئی کے باقاعدہ آغاز کے ساتھ ہی یہ سلسلہ ختم کر دیا۔ آپ کی بیس تصانیف شائع ہو چکی ہیں۔ ''آواز کی تصویر'' غزل، نعت، قطعات اور گیت پر مشتمل ہے ''ثنائے رسول ﷺ'' آڈیو اور ''خوشبوئے رسول ﷺ'' C.D پر موجود ہے۔ روزنامہ نوائے وقت میں تازہ قطعات لکھنے کا آغاز نومبر 1993ء سے کیا۔ یہ سلسلہ آج بھی بلاناغہ جاری ہے۔

بیرونِ پاکستان بھارت، بنگلہ دیش، انگلینڈ، ناروے، عرب امارات، سعودی عرب، عمان اور ایران میں منعقدہ مشاعروں میں شرکت کر چکے ہیں۔ صدارتی ایوارڈ پرائڈ آف پرفارمنس کے علاوہ مولانا محمد علی جوہر ایوارڈ (دہلی بھارت)، بہادر شاہ ظفر ایوارڈ (عالمی سیمینار و مشاعرہ دہلی بھارت)، ٹیلنٹ ایوارڈ (روزنامہ جنگ) کے علاوہ بہت سی شیلڈ بھی حاصل کیں۔

1991ء میں بہاولپور یونیورسٹی میں بعنوان ''مظفر وارثی اور شخصیت'' اور 2002ء میں پنجاب یونیورسٹی میں ''مظفر وارثی اور ان کی شاعری'' پر ایک مقالہ تحریر کیا گیا۔

---

### خراجِ حروف

علم و عرفان کا سمندر تھا
وقت کا تیسرا قلندر تھا
خاک بھی ، نور کا ذخیرہ بھی
عشق کی گدڑیوں کا ہیرہ بھی
تھا لقب بابا اولیاء اُس کا
اور تخلص تھا برخیاؔ اُس کا

لمحہ لمحہ حیات کا بے عیب

آدمی وہ عظیمؔ تھا لاریب

اُس کا بچپن بھی تھا بہت درویش

سر سے پیروں تلک وہ خیر اندیش

تھا وہ دریا ، خراج لہر کا تھا

رہنے والا ''بلندِ شہر'' کا تھا

اُس کی یکتائیوں کی دیوانی

اُس کا ایثار اُس کی قربانی

علی گڑھ یونیورسٹی میں پڑھا

پھر تصوف کی روشنی میں پڑھا

تھا حسؔ عسکری کی نسل میں وہ

ولی ابن ولی تھا اصل میں وہ

تاج الدین اولیاءؒ کا مرید

حق کا ابدال ، معرفت کی نوید

فیض ابو الفیضؔ سے بہت پایا

تھا غنی اور فقیر کہلایا

ظاہری باطنی حسین تھا وہ

فطرتاً مخلص و ذہین تھا وہ

بیٹھنے دی نہ دل پہ غیر کی گرد

سمجھا اوروں کا درد ، اپنا درد

مصطفےٰ ؐ نے لدنّی علم دیا

وا ، در ہر رموز ، اُس پہ کیا

فیوز بجلی کے بیچنے والا

جذب و مستی کے چاند کا ہالہ

نفس کو ، رب کو ، اس نے پہچانا

اپنے منصب کو اُس نے پہچانا

جو عدم سے وجود میں لایا

اُس کو چشم شہود میں لایا

اس کی ہر ایک سانس وجدانی

سجدہ سجدہ تھی اُس کی پیشانی

مسندِ بہتریں پہ جا بیٹھا

حدِ حقّ الیقین پہ جا بیٹھا

فیضِ انسانیت کا پروردہ

اُس کا اظہار بھی تھا اِک پردہ

علم تھا اُس کا ، خود فراموشی

حق کا اعلان ، اُس کی سرگوشی

حیرتوں سے سُرور اُس نے لیا

نور والے سے نور اُس نے لیا

اس کی تنہائی بھی تھی ایک جتھا

کل میں ضم ہو کے ، بجز جز نہ تھا

تھا دوئی کے مقام سے آگے

وہ کھڑا تھا امام سے آگے

حسنِ اُخریٰ خطاب ہے اُس کا

لاجوابی ، جواب ہے اُس کا

خود ہی دولہا تھا خود ہی باراتی

اس کی ہر سانس تھی کراماتی

میرے دل میں بھی وہ اُتر سا گیا

میرا احساس بھی نکھر سا گیا

---

## بحرِ تصوف

بندۂ حق ہیں سخنور ہیں قلندر باباؒ

یا تصوف کا سمندر ہیں قلندر باباؒ

اوڑھ کر آپ کی خوشبوئیں ، ہوا رقص کرے

گلشن دیں یا گل تر ہیں قلندر باباؒ

آبِ کوثر سے ہے دھوئی ہوئی اندر کی زباں

سچ ہیں اور روح کے لب پر ہیں قلندر باباؒ

حجرۂ قبر میں بھی جاگ رہے ہیں جیسے
عشق کا قیمتی زیور ہیں قلندر باباؒ

حسنِ باطن کی جھلک دیکھنی مشکل ہے بہت
چار دیواری ہیں چادر ہیں قلندر باباؒ

چشمِ ظاہر سے دکھائی جو نہیں دے سکتا
بند آنکھوں کا وہ منظر ہیں قلندر باباؒ

جس کے ماتھے پر محمد کے نشانِ پا ہیں
اُس بلندی کے برابر ہیں قلندر باباؒ

غور سے آپ کو ہر لمحہ سنا کرتا ہے
اپنی تنہائی کا محشر ہیں قلندر باباؒ

اُن کے کردار کے آئینے میں دیکھا ہے انہیں
سادہ ہیں سادگی پرور ہیں قلندر باباؒ

شوق و احساس کے کپڑوں پہ لگا کے دیکھو
عطر ہیں ، مشک ہیں، عنبر ہیں قلندر باباؒ

دائرہ چاروں طرف اُن کے بنا کر دیکھو
نقطۂ مرکز و محور ہیں قلندر باباؒ

بانٹتے رہتے ہیں یوں اُن کو محبت والے
جیسے ایمان کا لنگر ہیں قلندر باباؒ

نفس سے جنگ کریں اُن کو پہننے والے

دل و جاں کا زرہ بکتر ہیں قلندر باباؒ

اُتنا مسرور ہے وہ اُتنا ہی آباد ہے وہ

جس کو جتنے بھی میسر ہیں قلندر باباؒ

دوسری بار لکھی منقبت اُن کی میں نے

میرے اندر بھی مظفرؔ ہیں قلندر باباؒ

---

## قلندر اولیاء قلندرؒ

وہ خود ہی ناؤ خود سمندر

مکاں بھی لامکاں کے اندر

وہ بابا اولیاء قلندرؒ

قلندر اولیاء قلندرؒ

وہ روحانی سفر کا راہی

خدا کی شان کی گواہی

پناہیں اس کی بے پناہی

فقیری اس کی ، بادشاہی

متاعِ بے بہا قلندرؒ

قلندر اولیاء قلندرؒ

رہیں اِک ساتھ آگ پانی

پسِ الفاظ ہیں معانی

نشاں کا نام بے نشانی

شریکِ موت ، زندگانی

ہیں یکساں عشق یا قلندرؒ

قلندر اولیاء قلندرؒ

جب اپنے دل کے پار اُترا

کثافت کا غبار اُترا

چڑھا تھا جو خمار ، اُترا

لباسِ اختیار اُترا

تو کہلانے لگا قلندرؒ

قلندر اولیاء قلندرؒ

محبت ، سائبان جیسی

خموشی ترجمان جیسی

ہوا بھی بادبان جیسی

زمیں بھی آسمان جیسی

پتہ توحید کا قلندرؒ

قلندر اولیاء قلندرؒ

---

سحر انصاری

## سرچشمۂ صدق وصفا

سرچشمۂ صدق و صفا بابا قلندر اولیاءؒ

تابندہ از نورِ خدا بابا قلندر اولیاءؒ

پھر معرفت کے لمس سے ہر ہر روشِ غنچے کھلے

گلشن میں ہیں مثلِ صبا بابا قلندر اولیاءؒ

ہستی کے بام و در پہ ہے مہر منور کی طرح

پھیلا گئے ہیں جو ضیاء بابا قلندر اولیاءؒ

جو دل گرفتہ تھے ، یہاں ہے آج خود اُن کا بیاں

صد مژدہ ہائے جانفزا بابا قلندر اولیاءؒ

تکریم بھی ، تعظیم بھی ، تسلیم بھی، تحریم بھی

سکھلا گئے کیا کیا ادا ، بابا قلندر اولیاءؒ

قلب و نظر کی روشنی ذہن و خرد کی آگہی

حق آشکار و حق نما ، بابا قلندر اولیاءؒ

کر دے سحرؔ کے دل کو جو ہم پایۂ خورشید نو

ہو اِک کرن ایسی عطا ، بابا قلندر اولیاءؒ

## جناب محترم دلاور فگار

جناب محترم دلاور فگارؔ طنز و مزاح نگاری پر بھرپور دسترس رکھتے تھے۔ محترم دلاور فگارؔ کا اصل نام دلاور حسین ہے۔ آپ کی ولادت 8 جولائی 1929ء کو شہر مردم خیز بدایوں میں ہوئی۔ آگرہ یونیورسٹی سے پہلے معاشیات میں ایم۔اے۔ کیا پھر ایم۔اے اردو میں فرسٹ پوزیشن حاصل کی۔ ایم اے پریویئس کر کے چھوڑ دیا اور بدایوں میں تدریس کے شعبہ سے وابستہ ہوگئے۔ 1969ء میں پاکستان تشریف لائے اور 1970ء میں ادارہ ترقیات کراچی K.D.A میں ڈائریکٹر کے عہدے پر فائز ہوئے۔ 1975ء میں کراچی کے ایک مقامی کالج میں شعبۂ اردو کے صدر کی حیثیت سے ذمہ داریاں سنبھالیں۔ ان کی تصانیف میں قیامتِ اعمال، آدابِ عرض، انگلیاں فگار اپنی، سنچری، خدا جھوٹ نہ بلوائے، مطلع عرض ہے، فی سبیل اللہ اور ستم ظریفیاں طنزیہ اور مزاحیہ کلام پر مشتمل ہے۔ ''حادثے'' غزلیات کا مجموعہ ہے جب کہ ''خوشبو کا سفر'' امریکی و برطانوی شعراء کی نظموں کا اردو ترجمہ ہے۔ ''خوب ترکیاں'' سابق صدر امریکا جمی کارٹر کی سوانح کا اردو ترجمہ ہے۔ ''صلہ شہید کیا ہے'' نشانِ حیدر پانے والے پاک فوجیوں کے واقعاتِ شجاعت و شہادت پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ دلاور فگارؔ کو ''آبشارِ نور'' کے عنوان سے سورۂ الفاتحہ کی تفسیر نظم کرنے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ دلاور فگارؔ آج ہم میں موجود نہیں ہیں لیکن ان کے اشعار آج بھی ان کی کتابوں میں پوری شگفتگی اور رعنائی کے ساتھ ہم میں موجود ہیں۔ دلاور فگارؔ نہایت باعمل انسان تھے۔ دورِ حاضر میں اردو کے آسمانِ مزاح پر جو چند ستارے دمکتے چمکتے نظر آتے ہیں ان کے درمیان دلاور فگارؔ اپنی تابانی اور ضوفشانی میں نمایاں اور منفرد مقام رکھتے تھے۔

---

### پیکرِ خلقِ نبی

تعریف کیا ہو آپ کی ، بابا قلندر اولیاؒ
اے پیکرِ خلقِ نبیؐ ، بابا قلندر اولیاؒ۔
شمعِ ہدایت آپؒ ہیں ، شانِ ولایت آپؒ ہیں
اے عالمِ دین و ولی ، بابا قلندر اولیاؒ۔
وہ شمعِ حق جو آپؒ کے ہاتھوں سے دنیا میں جلی
اب تک ہے اس کی روشنی ، بابا قلندر اولیاؒ۔
جو من کی دولت آپ کو ، اللہ نے کی تھی عطا

دولت ہے وہ سب سے بڑی ، بابا قلندر اولیاؒ۔

حکمت ہو یا ہو علمِ دیں ، کیا ہوں مقابل آپؒ کے

یہ دیدۂ ور یہ فلسفی ، بابا قلندر اولیاؒ۔

شاعر ہیں ہم ، نظم و غزل لکھنا ہے کام اپنا مگر

یہ منقبت کام آئے گی ، بابا قلندر اولیاؒ۔

اللہ کے بندے ہیں ہم لیکن ہے نسبت آپؒ سے

یہ ہے ہماری بندگی ، بابا قلندر اولیاؒ

---

## جلوہ نمائے حق

مجھ پر کرم ہے آپ کا بابا قلندر اولیاؒ

اے پیکرِ جود و سخا ، بابا قلندر اولیاؒ۔

یہ ہے کرامت آپ کی ، دل سے مٹا دی تیرگی

ظلمت کو روشن کر دیا ، بابا قلندر اولیاؒ۔

بزمِ تصور میں یہ دل ، کہتا ہے اکثر مستقل

یا مصطفیٰؐ یا مصطفیٰ ، بابا قلندر اولیاؒ۔

جلوہ دکھا کر آپ تو ، اِک آن میں غائب ہوئے

اور میں یہ کہتا رہ گیا ، بابا قلندر اولیاؒ۔

اے صاحبِ لطف و کرم ! ہیں آپ چارہ سازِ غم

کچھ میرے دُکھ کی بھی دوا ، بابا قلندر اولیاؒ

ممکن ہو یا ممکن نہ ہو ، یہ حق ہے حاصل آپ کو

جو کہہ دیا وہ ہو گیا ، بابا قلندر اولیاؒ

میں کیا ہوں ایک ادنیٰ بشر ، جنوں پہ رکھتے ہیں اثر

جنّ و ملک کے پیشوا ، بابا قلندر اولیاؒ

گٹھنے تھے دو جس کے جڑے ، مفلوج وہ چلنے لگا

چاہے جسے دے دیں شفا ، بابا قلندر اولیاؒ

اِک طالب دیدار کو ، دیدار کی تھی آرزو

اور خود ہوئے جلوہ نما ، بابا قلندر اولیاؒ

کشف و کرامت آپ کی ، اُس پیڑ سے پوچھے کوئی

جو جڑ سے غائب ہو گیا ، بابا قلندر اولیاءؒ

بلی کبوتر کھا گئی ، پھر یہ کرامت بھی ہوئی

مردہ کبوتر جی اُٹھا ، بابا قلندر اولیاءؒ

جب گردشِ ایام نے ، مجھ کو ستایا ہے فگارؔ

میری زباں پر آگیا ، بابا قلندر اولیاءؒ

---

## بزمِ سخن

کہتا تھا یہ عجز آپؒ کا ، بابا قلندر اولیاءؒ

اللہ ہے سب سے بڑا ، بابا قلندر اولیاءؒ

اس صاحب ایمان کے ، سر کو بلندی مل گئی

جو آپ کے در پر جھکا ، بابا قلندر اولیاءؒ

تھے آپؒ وہ عالم کہ ، جو بتلا گئے انسان کو

روحانیت کا فلسفہ ، بابا قلندر اولیاءؒ

اس خالق کونین کی ، زندہ کرامت آپؒ تھے

معتقد ہوں آپؒ کا ، بابا قلندر اولیاءؒ

رہبر ہو یا ہو راہگیر ، سب ہیں آپؒ کے در کے فقیر

ہیں آپؒ شاہ اور ہم گدا ، بابا قلندر اولیاءؒ

روشن ہماری خاک کر ، آلودگی سے پاک کر

اے پیکر صدق و صفا ، بابا قلندر اولیاءؒ

خدمت جو میرا فرض ہے ، میری یہی اک عرض ہے

میرے لیے کیجئے دعا ، بابا قلندر اولیاءؒ

---

## ولایت کا چمن

ایک سورج جس سے روشن تھا ولایت کا چمن

ایک عارف دین کی تبلیغ تھا جس کا مشن

اِک قلندر جس نے ذہنوں کو عطا کی روشنی

ایک عالم جس نے سمجھائے رموزِ آگہی
اک ولی جس سے دلوں کو کیفِ روحانی ملا
حق کا ابدال ، پیکر جس کو انسانی ملا
اِک منارہ نور کا جو روشنی دیتا رہا
ناخدا تھا اِک سفینہ حق کا جو بہتا رہا
ایک صوفی جس پہ ظاہر رشتہ روح و بدن
اِک امیرِ بے نوا دولت تھی جس کی اُس کا مَن
اِک چراغِ حق ، جلائے جس نے حکمت کے چراغ
اِک مہِ کامل ، مٹائے جس نے تاریکی کے داغ
ایک شخصیت نہیں تاریخ میں جس کی مثال
صاحبِ ادراک و صاحبِ کشف و کمال
کون ہے وہ شخص حامل ہے جو اِن اوصاف کا
میرا مطلب ہے ، مرے بابا قلندر اولیاءؒ

---

## باباؒ کا مشن

کیا حسین ہے اولیاءؒ بابا قلندر کا چمن
جس میں لاکھوں پھول ہیں خوش رنگ و رنگیں پیرہن
ایک عالم ، ایک عارف ، ایک صوفی ، اِک ولی

اِک قلندر ، اپنی تنہا ذات سے ایک انجمن
اولیاءؒ بابا قلندر وہ عظیم ابدالِ حق
جس سے زندہ ہیں تصوف کی روایات کہن
یہ قلندرؒ ہی تھا جو اقبال سے لکھوا گیا
"تُو جھکا جب غیر کے آگے تو تن تیرا نہ من"
یوں نظر بابا قلندر اولیاء کی دل پہ ہے
جیسے اِک چھوٹے سے آئینہ پہ سورج کی کرن
آپ نے سمجھایا کیا ہے فرق جن و انس میں
کیفیات منفی و مثبت کا جن میں ہے ملن
آپ نے آیاتِ قرآنی پہ وہ مضمون لکھے
کر گئے جو دل کو بحر معرفت میں غوطہ زن
آپ نے بتلایا کیا ہیں معنی موت و حیات
آپ نے سمجھایا کیا ہے رشتہ روح و بدن
اپنے اعمال آدمی دیکھے گا یوں مرنے کے بعد
دیکھتے ہیں ناظرین اب جس طرح ٹیلی ویژن
سچ کہی ہے خواجہ شمس الدین عظیمیؒ نے یہ بات
ہے نظامِ خانقاہی ، دافع رنج و محن
چشمِ باطن دیکھتی ہے آنے والا ہے وہ دور
عام ہو جائے گا جب دنیا میں باباؒ کا مشن

آسمانی روشنی ذہنوں پہ یوں چھا جائے گی

دفن ہو جائے گی ظلمت اوڑھ کر شب کا کفن

ہے قلندر باباؒ کا سایہ جو اپنے باغ پر

لہلہاتا ہی رہے گا اب یہ روحانی چمن

---

## صابؔر براری

جناب محترم صابؔر براری کا اصل نام احمد مرزا قادری ہے۔آپ مولوی حمید مرزا کے صاحبزادے ہیں۔ محترم صابر براری 3 اکتوبر 1928ء کو ایلچپور ضلع امراوتی برار میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم جل گاؤں، کھام گاؤں اور مراوتی کی درس گاہ سے حاصل کی۔ادارۂ ادبیات اردو، حیدرآباد دکن سے اردو عالم کی سند حاصل کی۔کراچی یونیورسٹی سے بی اے اور جامعہ ملیہ کراچی سے بی ایڈ کیا۔

جناب صابرؔ براری ایک فاضل اُستاد، محقق اور علم و آگہی کے شاعر ہیں۔زبان و بیان میں خداداد صلاحیتوں کے مالک ہیں۔شعبہ درس وتدریس کے ساتھ کافی عرصے سے وابستہ ہیں۔ان کے کئی شعری مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ صابرؔ صاحب نہایت عمدہ نعت گو شاعر بھی ہیں۔آپ کا پہلا مجموعہ نعت ''فردوسِ عقیدت'' ہے۔اس کے علاوہ بہشتِ مناقب، انوارِ پنجتن اور جامِ ظہور آپ کے نعتیہ دیوان ہیں جو شائع ہو کر پذیرائی حاصل کر چکے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے شعور و آگہی کی جس نعمت سے انہیں نوازا ہے اس کا استعمال آپ کی شاعری میں بھرپور نظر آتا ہے۔کتاب ''تاریخِ رفتگاں'' میں آپ نے علماء ادباء، مشائخ اور مشاہیر کے مختصر تذکرے کے ساتھ اُن کے قطعاتِ تاریخ کو بھی جمع کیا ہے۔یہ قطعاتِ تاریخ صابر صاحب نے ان شخصیات کے سانحہ ارتحال پر کہے تھے۔

---

### آہ خواجہ حسن اُخریٰ قلندر باباولیاءؒ

۱۹۷۹ء

نہاں وہ ہوگئے ہیں اہلِ عالم کی نگاہوں سے
عظیم برخیا تھے جاں نثار غوثِ جیلانی
نبیرہ آپ کہلاتے تھے ''تاج الدین باباؒ کے
اُنہیں حاصل تھا تاج الاولیاء سے فیض روحانی
وہ عالم جذب و مستی کا وہ استغراق کا جذبہ
عیاں ہوتے تھے ان پر ہر گھڑی انوارِ ربّانی
وہ صوفی تھے ، صحافی تھے ، بڑے پاکیزہ شاعر تھے

کلامِ برخیاؔ میں تھی تصوف کی فراوانی

بزرگ با صفا کا سالِ رحلت کہہ یہی صابر

حسن اُخریٰ قلندر اولیاء ہیں مہرِ نورانی

---

## ضیاءالحق قاسمی

۱۹۷۹ء

جناب محترم ضیاءالحق قاسمی بیک وقت ادیب، کالم نگار، شاعر اور مزاح نگار ہیں۔ نئے شعراء کو دریافت کر کے ادبی محفلوں میں پیش کرنا ضیاءالحق قاسمی کا ہی کمال ہے۔ ضیاءالحق قاسمی صاحب نے مزاحیہ شاعری کو اس شدّومد کے ساتھ معمولات میں شامل کیا ہے کہ مزاحیہ شاعری اردو ادب کا ایک زندہ حوالہ بن گئی ہے۔

ضیاءالحق قاسمی کے کالموں پر مشتمل کتاب ''ضیا پاشیاں'' کے عنوان سے شائع ہوئی۔ اس کے علاوہ چھیڑ خانیاں اور گل فشانیاں مزاحیہ شاعری کا مرقع ہے۔ ضیاءالحق قاسمی کی مزاح نگاری کسی کے لئے دل آزاری کا سبب نہیں بنتی کیونکہ ان کا طنز و مزاح تعصب اور کینہ سے پاک ہے۔ وہ ایک ایسے قلم کار ہیں جو شفاف دل و دماغ رکھتے ہیں۔

---

### صاحبِ طریقت

وہی سالک شریعت ، وہی صاحبِ طریقت
وہی واقفِ مشیت ، وہی حامل فضیلت
وہی نبض آشنا ہیں ، وہی رمز سے ہیں واقف
وہی صاحب بصارت وہی صاحبِ بصیرت
وہ قلندروں کے رہبر وہ قلندر اولیاء ہیں
ہوئی آسماں سے ان کو یہ قلندری ودیعت
تھی یہ زندگی اجیرن ، سب ہی مبتلا تھے غم میں
ملی اُن کو جو رفاقت ہوئی کم بہت اذیت
وہی دینِ حق کے داعی ، وہی دین کے محافظ

ہوئی ان کے فیض ہی سے یہاں کفر کو ہزیمت
ہوئی اُن کو آگہی جب تو رموزِ حق بتائے
وہی شارح نبوت ، وہی واقف حقیقت
مجھے راستہ دکھایا ، جو تھا انبیاء کا رستہ
میرے کام آگئی ہے ، وہ قلندری وصیت

---

## فیضِ عام

قلندر اولیاؒ بابا کا فیض عام جاری ہے
اُنہی کا ہم پہ سایہ ہے یہ خوش بختی ہماری ہے
عظیمی سلسلہ دنیا کے ہر گوشے میں پھیلا ہے
اُنہیں بھی فیض ملتا ہے کہ دامن جن کا میلا ہے
یقیناً ایک عالم نے یہاں سے فیض پایا ہے
جو خالی ہاتھ جا پہنچا وہ جھولی بھر لایا ہے
کرامات عظیمی کا ہے شہرہ جس طرف جاؤ
صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں! چلے آؤ!
یہ انسانوں کو دیتے ہیں سبق عمروں سے اُلفت کا
رفاقت کا ، عقیدت کا ، مروت کا ، محبت کا

---

## ذاتِ شش جہات

ہیں عظیمی سلسلے کے رہنما و پیشوا
حضرت بابا قلندر ، مرشدِ فقر و غنا
اُن کی برسی پر فلک سے نور افشانی ہوئی
ان کے دم سے ارض پاکستان لاثانی ہوئی
کیا گناؤں حضرت بابا قلندر کی صفات
ان کی ذاتِ پاک تھی دنیا میں بیشک شش جہات
وہ قلندر تھے ولی تھے اور عالم با عمل
دین و دنیا کے مسائل کا تھا ان کے پاس حل
تھی علوم ظاہری و باطنی پر دسترس
تھے علوم دُنیوی ان کے لئے خاشاک و خس
یہ عظیمی سلسلہ چلتا رہے گا دم بہ دم
کون کر سکتا ہے اس کے نام لیواؤں کو خم
ان کی تربت پر ہمیشہ رحمتیں نازل رہیں
ان کے فیض عام سے ہم جیسے کیوں غافل رہیں
تاقیامت جاری و ساری رہے یہ سلسلہ
خواجہ شمس الدین کے گھر میں بفیضِ انبیاء

امیر الاسلام ہاشمی

## مکتبۂ فیض

فیض مانگیں کرم لامتناہی مانگیں

آیئے اُن کے وسیلے سے دعا ہی مانگیں

اُن کے قدموں میں کریں پیش ندامت کے گہر

اُن کے نسبت سے ہی منشائے الٰہی مانگیں

یہ بصارت کو بصیرت میں بدل دیتے ہیں

اُن سے پروانۂ شائستہ نگاہی مانگیں

اُن کی محفل میں ہوا کرتی ہے تطہیر قلوب

بابا صاحبؒ سے دلِ صدق و صفا ہی مانگیں

آیئے اُن سے دعاؤں کا سلیقہ سیکھیں

مکتبہ فیض سے تسلیم و رضا ہی مانگیں

---

## سبکتگین صباؔ

محترم سبکتگین صباؔ کا تعلق لاہور سے ہے۔پیدائش کے وقت نام سکندر ذوالقرنین رکھا گیا مگر بعد میں اُن کے دادا منشی غلام رسول (مرحوم) نے تبدیل کر کے سبکتگین رکھ دیا۔اردو میں ایم۔اے کی ڈگری حاصل کی۔پھر شعبۂ درس وتدریس سے وابستہ ہو گئے۔1984ء میں مقابلے کا امتحان پاس کر کے درس وتدریس کے شعبۂ کو خیر باد کہہ دیا اور بطورِ اسسٹنٹ کلکٹر کسٹمز اینڈ ایکسائز تعینات ہو گئے۔محترم سبکتگین صباؔ نے خود کو مخصوص اصناف تک محدود نہیں رکھا بلکہ شاعری کی بیشتر اصناف میں اپنے جوہر دکھائے۔سبکتگین صباؔ نے غزلیں بھی کہی ہیں اور نظمیں بھی۔ماہنامہ ظرافت کے اعزازی مدیر بھی رہے۔

### اُسلوبِ بندگی

بابا قلندر اولیاء کی ذات بھی کیا خوب ہے
چاہنے والا بھی خود ، اور آپ ہی محبوب ہے
رب کے بندوں کو اگر راضی کرو ، راضی ہے وہ
بندگی کرنے کا یہ بھی خوب اِک اسلوب ہے
ہو بھلا دنیا کی جھنجھٹ سے نہ ہو وہ آزاد کیوں
جو قلندر اولیاءؒ کی ذات سے منسوب ہے
ہے یقین پھر چھوڑ دے دنیا وہ اور پائے فلاح
اپنی اپنی خواہشوں سے جو یہاں مغلوب ہے
جس کا ہر دم ساتھ دے ، بابا قلندر اولیاءؒ
اس کی ہر اِک بات پھر دنیا میں بھی مرغوب ہے
بابا قلندر اولیاءؒ کی شان میں کہنا ہی کیا
اِک زمانہ اُن کی ہستی سے رہا مرعوب ہے

ہے عجب اُس کی ادا ، ہر چیز ٹھکرادی صباؔ

ورنہ ہر اِک کو یہاں دنیا ہی بس مطلوب ہے

---

خلش مظفر

## نذرانۂ قلندر

وا رہتا ہے دروازہ قلندرؒ کا
منگتوں کا ٹھکانہ ہے کاشانہ قلندرؒ کا

اللہ سے ملوا دیتا ہے بندوں کو اِک پل میں
وہ ساغر وحدت ہے پیمانہ قلندرؒ کا

صحرا کو چمن کر دے خوشبو سے فضا بھر دے
رُخ کر دے جدھر کا بھی دیوانہ قلندرؒ کا

کیوں عشقِ محمدؐ میں جل جائے نہ دل اُس کا
ہم شمع طریقت اور پروانہ قلندرؒ کا

دنیا نے عظیمیؔ کی صورت میں جو پایا ہے
وہ مردِ قلندر ہے مستانہ قلندرؒ کا

باباؒ کے وسیلے سے بن جاتے ہیں کام اُس کے
ناکام نہیں ہوتا دیوانہ قلندرؒ کا

ہر چیز مظفرؔ کی قرباں ہے قلندرؒ پر
یہ جان خلش کیا ہے نذرانہ قلندرؒ کا

## سحرؔ تاب رومانی

جناب سحرؔ تاب رومانی کا اصل نام محمد نعیم ہے۔ خیر پور شہر میں پیدا ہوئے۔ کچھ عرصہ سکھر میں مقیم رہے۔ خیر پور میں ہی تعلیم حاصل کی۔ شاہ لطیف یونیورسٹی خیر پور سے گریجویشن کیا اور مکینیکل ٹیکنالوجی میں ڈپلومہ آف ایسوسی ایٹ انجینئر، گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی خیر پور سے حاصل کیا۔

1989ء میں روزگار کے سلسلے میں کراچی منتقل ہو گئے۔ گو کہ شاعری کا آغاز 1985ء سے کر دیا تھا لیکن باقاعدہ آغاز 1990ء سے کیا۔ ابتدائی زمانے میں بچوں کے رسالوں میں اور سکھر و خیر پور کے مقامی اخبارات میں آرٹیکل وغیرہ لکھتے رہے۔ مختلف موضوعات پر ادبی مضامین اور ادبی شخصیات سے انٹرویوز اور غزلیں و نظمیں اخبارات اور ادبی رسائل میں شائع ہوتی رہتی ہیں۔

---

### آدمی قلندر تھا

تیرگی کے رستے سے
روشنی کی صورت کل
وہ جو شخص گزرا تھا
آسماں سے اُترا تھا
صبح کا پیمبر تھا
ذات میں سمندر تھا
آدمی قلندر تھا
تیرگی کے صحرا میں
کیا حسین منظر تھا
اِک چراغ کا جلنا
آگہی کا ملنا ہے

اِک چراغ جلنے سے

سو چراغ جلتے ہیں

سلسلے نکلتے ہیں

روشنی بکھرتی ہے

زندگی سنورتی ہے

ناظم القادری

## دریا حباب میں

وہ حُسنِ اول وہ ربِ اعلیٰ اَحد کے لُبِ لُباب میں ہے
یہ عشقِ اول یہ نورِ مولا چھپا بشر کے حجاب میں ہے
تلاشِ حسنِ اَزل میں گُم ہے ، بشر بھٹکتا سراب میں ہے
نظر جو دل کی ملے تو دیکھے کہ سارا دریا حباب میں ہے
قدم قدم ہیں اُسی کے جلوے ، نفس نفس ہے اُسی کی دھڑکن
چمن چمن ہے اُسی کی رنگت ، اسی کی خوشبو گلاب میں ہے
وہی بنے گا خدا کا مسکن ، قبول ہوں گے اُسی کے سجدے
وہ دل ہو جس میں نبی کی الفت وہ سر جو اُن کے جناب میں ہے
جہاں میں جتنے نبی بھی آئے حضور تم سب کے کام آئے
تمہاری روحِ عظیم شامل جہاں کے ہر انقلاب میں ہے
متاعِ عشقِ نبیؐ خریدو پھر اس سے اپنے خدا کو سمجھو
گُماں کی منزل سے تب بچوگے جو عقلِ خانہ خراب میں ہے
جو فیضِ مرشد نے رنگ بدلا تو نعت کہنے کا ذوق سنبھلا
ملا ہے ناظم تجھے وہ مرشد جو سایۂ بوتراب میں ہے

---

# طریقِ قرآں

تصوف عشق ہے اور عشق ہی معراجِ انساں ہے
رضائے حسن ہے ایمان ہے منزل بہ داماں ہے
علاج ظلمتِ شب ہے سحر ہونے کا ساماں ہے
تصوف باعثِ ایمان ہے شمعِ فروزاں ہے
نبی کے ہاتھ پر بیعت خدا کے ہاتھ پر بیعت
کسی مرشد سے بیعت بھی طریقِ فقر قرآں ہے
فقیری میں شہنشاہی میسر ہے فقیروں کو
اُنہی کہ ہاتھ میں بخشا گیا نظمِ گلستاں ہے
یہ وہ اقلیم ہے جس پر خلافت ناز کرتی ہے
کہ اس اقلیم کا والی علیؓ شیرِ یزداں ہے
یہ وہ رستہ ہے جس پر کوئی خطرہ ہو نہیں سکتا
محافظ قافلے کا غوث الاعظم شاہِ جیلاںؒ ہے
ضروری ہے کسی کے ہاتھ بِک جانا ضروری ہے
مری قسمت کہ مجھ پر بھی نگاہِ لطفِ سلطاںؒ ہے
یہ دربارِ قلندر ہے یہاں پر فیض ملتا ہے
یقیں کے ساتھ آجائے یہاں جو بھی پریشاں ہے
خدا کے نیک بندے تھے خدا سے ہو گئے واصل

قلندر اولیاء بابا ترا دربارِ ذیشاں ہے

سلوک و معرفت کا راستہ آساں نہیں ناظمؔ

اگر مرشد ملے کامل تو پھر آساں ہی آساں ہے

---

## مختار علی اجمیری

سید مختار علی اجمیری انجمن ترقی اردو کے ادبی شعبے کے نگران ہیں۔ آپ نے باقاعدہ شاعری کا آغاز 1950ء سے کیا۔ شعر و شاعری سے شعور کے ابتدائی سالوں میں ہی دلچسپی پیدا ہو چکی تھی۔ مختارؔ اجمیری اجمیر شریف میں 18 جنوری 1937ء میں پیدا ہوئے۔ معینیہ اسلامیہ ہائی اسکول اجمیر آپ کی ابتدائی درس گاہ تھی۔ ایک نعتیہ مجموعہ ''چراغِ حرم'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ آپ کی غزلیں، نظمیں، حمد، نعتیں، مناقب، قصائد اور سلام وغیرہ اخبارات ورسائل کی زینت بنتے رہتے ہیں۔

---

### منزلِ حق

آپ کے در سے ملا بابا قلندر اولیاءؒ

منزلِ حق کا پتا بابا قلندر اولیاءؒ

عرض کیا کیجئے ، مجھے کیا کچھ ہوا منکشف

میں نے دل پر جب لکھا بابا قلندر اولیاءؒ

جذب ہو یا ہو سلوک جاوداں دارین میں

فیض ہے یہ آپ کا بابا قلندر اولیاءؒ

اِک تسلسل سے ہے قائم مرحبا صد مرحبا

آپ ہی کا سلسلہ بابا قلندر اولیاءؒ

گوشہ ، گوشہ میں یہی کہتی ہے روحانیت

ہیں بھرم اجسام کا بابا قلندر اولیاءؒ

خود کو پہچانو ، خدا سے آگہی کے واسطے

درس کیا اچھا دیا بابا قلندر اولیاءؒ

منقبت خواں آپ کا مختارؔ اجمیری بھی ہے

کیجئے مقبول یا بابا قلندر اولیاءؒ

قاری مسلم غازی

## قربتِ دمساز

منفرد شان الگ انداز سے پہچانا ہے
دل نے تجھ کو تری آواز سے پہچانا ہے
تیرا فیضانِ نظر ہے یہ قلندر باباؒ!
ہم نے انجام کو آغاز سے پہچانا ہے
زہد و تقویٰ کسے کہتے ہیں طریقت کیا ہے
آپ ہی کے حرمِ ناز سے پہچانا ہے!
رُوح کی قوتِ ادراک کسے کہتے ہیں
لامکاں تک تری پرواز سے پہچانا ہے
کس طرح روح کے امراض کا ہوتا ہے علاج
اے مسیحا ترے اعجاز سے پہچانا ہے
صحبتِ یار سے ہوتا ہے مداوا غم کا
ہم نے یہ قربتِ دمساز سے پہچانا ہے
فلسفہ رمز خودی کا تھا جو دشوار طلب
وہ ترے نطق کے اعجاز سے پہچانا ہے
تجھ کو ہم عصروں نے میدانِ سخن میں غازیؔ
اِک تری فطرتِ طناز سے پہچانا ہے

## امتیاز ساغرؔ

جناب امتیاز ساغرؔ کا شمار موجودہ عہد کے نمائندہ شعراء میں ہوتا ہے۔آپ نے 1964ء میں باقاعدہ شاعری کا آغاز کیا۔ان کے کلام میں پختگی اور شگفتگی ہے۔امتیاز ساغرؔ کا اصل نام امتیاز احمد خان ہے۔وہ 11 جون 1949ء کو دلدار نگر ضلع غازی پور (یوپی) بھارت میں پیدا ہوئے۔ڈھاکہ یونیورسٹی سے گریجویشن کرنے کے بعد بینکاری کے شعبے سے وابستہ ہوگئے اور تاحال اسی شعبے سے وابستہ ہیں۔

امتیاز ساغر 1976ء سے کراچی میں مقیم ہیں۔ان کا اولین شعری مجموعہ ''صحرا کی ہوا'' جنوری 1995ء میں منظر عام پر آیا۔

---

### خانقاہِ عشق

(باباقلندراولیاء کی خدمت اقدس میں)

عشق کی خانقاہ میں کل رات
کیف و مستی کا رقص جاری تھا
ایک نشہ فضا پہ طاری تھا
اور میں۔۔۔۔۔۔۔
ایک اجنبی کی طرح
کسی جانب کھڑا تھا لب بستہ
ناگہاں نُور کے جھماکے میں
میری آنکھوں کے بادبان کھلے
سب حجاباتِ ذات اُٹھنے لگے
میں تحیر کے اِک جہان میں تھا
عشق کی خانقاہ روشن تھی

اور اِک سمت فرش پہ بیٹھے

کسی درویش کے پیالے سے

ماہ و اختر نمود پاتے رہے

## اسلم فریدی

جناب اسلم فریدی کا نام اردو شاعری کے حوالے سے نیا نہیں بلکہ ریڈیو کے سامعین تو اُن سے بخوبی واقف ہیں۔ اسلم فریدی موضع چک بہاؤالدین ضلع دربھنگہ (حالیہ سمستی پور) بہار انڈیا میں 1946ء میں ولادت ہوئی۔ اسلم فریدی کا خاندانی نسب حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ سے جاملتا ہے۔

1962ء میں ہجرت کر کے مشرقی پاکستان کے ایک شہر دیناجپور چلے آئے یہاں پر اُنہوں نے دوبارہ میٹرک کیا۔ دیناجپور سے ڈھاکہ منتقل ہوئے تو قائداعظم کالج میں ایڈمشن لے لیا۔ ڈھاکہ میں ان کی ملاقات فروغ احمد فروغ سے ہوئی اُن سے اپنے اشعار کی اصلاح لیتے رہے اور یوں تعلیم کے ساتھ ساتھ شعر گوئی کا سلسلہ جاری رہا۔

پھر ڈھاکہ میں ان کی ملاقات ماہر زیدی سے ہوئی جب تک ڈھاکہ میں رہے شاگردی کا یہ رشتہ قائم رہا۔ 1979ء میں ہجرت کر کے کراچی آگئے۔ ریڈیو پاکستان کراچی میں ان کی بے شمار غزلوں، گیتوں اور ملی نغموں کو مختلف گلوکاروں نے اپنی آواز میں ریکارڈ کیا۔ اسلم فریدی کے پسندیدہ شاعروں میں صباؔ اکبر آبادی، صہباؔ اختر اور احمد ندیم قاسمی شامل ہیں۔ ان کے اب تک دو مجموعے ''افکار فریدی'' اور ''پچھلے پہر کا چاند'' شائع ہو چکے ہیں۔

---

### قلندر بابا کے حضور

اے اولیاء اے اولیاء ، بابا قلندر اولیاءؒ

تم سا نہیں دوسرا ، بابا قلندر اولیاءؒ

اپنی پریشانی لئے در پر کھڑا ہوں دیر سے

سُن لو ذرا دُکھڑا مرا ، بابا قلندر اولیاءؒ

میں نے سُنا ہے جھولیاں بھرتی ہیں منگتے کی یہاں

مجھ پر کرم کر دو ذرا، بابا قلندر اولیاءؒ

دل کے نگر سے دور ہوں تاریکیوں کے سلسلے

دکھلاؤ اپنا معجزہ ، بابا قلندر اولیاءؒ

میں خادموں کی صف میں اِک ادنیٰ سا خادم ہوں مگر!

سر پر ہے شفقت کی ردا ، بابا قلندر اولیاءؒ

ہے آرزو دل کی سنور جائے میری تقدیر بھی

قدموں میں ہو یہ سر جھکا ، بابا قلندر اولیاءؒ

یونہی نہیں بخشا گیا تم کو مقام و مرتبہ

تم سے ہوا راضی خدا ، بابا قلندر اولیاءؒ

چشمِ فریدیؔ دید کی حسرت میں پُرنم ہو گئی

اپنا رُخِ زیبا دکھا ، بابا قلندر اولیاءؒ

## تنویر پھول

جناب تنویر پھول کا اصل نام تنویر الدین احمد صدیقی ہے۔انہوں نے ادبی سرگرمیوں کا آغاز مارچ 1957ء سے کیا۔ابتدائی شاعری کا آغاز نومبر 1960ء سے کیا۔1967ء میں روزنامہ ''حریت'' کی جانب سے کل پاکستان مقابلے میں بہترین شاعر کا اعزاز حاصل کیا اس کے علاوہ 1968ء میں ماہنامہ ''غنچہ'' کراچی بچوں کے بہترین شاعر،1969ء میں قرآن مجید کی منظوم تفہیم پر شعور اکادمی کراچی سے ''قمر الشعراء'' کا خطاب حاصل کیا۔

جناب تنویر الدین احمد صدیقی صاحب 3 ستمبر 1947ء میں مظفر پور میں پیدا ہوئے۔ایم۔اے تاریخ اسلام کی ڈگری حاصل کی۔جنوری 1970ء میں ''گلشن سخن''،اکتوبر 1983ء میں ''خوشبو بھینی بھینی''(نظمیں)،''تنویر حرا'' مارچ 1996 میں ''انوارِ حرا''(مجموعہ حمد و نعت) جولائی 1997ء میں ''دھواں دھواں چہرے''(غزلیات) اپریل 1999ء میں شعری مجموعے کے طور پر سامنے آئی ہیں۔

---

### توصیفِ باباولیاءؒ

عارف مولائے محشر تم ہو بابا اولیاء !

اور محبِ ذاتِ سرورؐ تم ہو بابا اولیاء !

جن کو قربت مل گئی ہر دم یہی کہتے ہیں وہ!

معرفت کا اِک سمندر تم ہو بابا اولیاء !

ہے نمایاں شان بے شک اولیاء کی بزم میں !

وہ ولیِ ربِّ اکبر تم ہو بابا اولیاء !

تم کو ہے محبوب قرآں ، اُسوۂ سرکارؐ بھی

تابعِ فرمانِ داور تم ہو بابا اولیاء !

جو سبق تم نے دیا اُس پر عمل ہے لازمی

دینِ حق کے ایک رہبر تم ہو بابا اولیاء !

ہے جہاں پر حق کی رحمت ، جلوۂ خیر الوریٰؐ!

دل یہ کہتا ہے وہاں پر تم ہو بابا اولیاء !

جو تمہارے ہیں مُحب وہ یاد کرتے ہیں سدا!

یوں سمجھ لو آج گھر گھر تم ہو بابا اولیاء !

پھولؔ! سن لو کہہ رہا ہے ہر محبِّ برخیا!

ہر گھڑی اس دل کے اندر تم ہو بابا اولیاء !

---

## مردِ عظیمؒ

حاصلِ علمِ فیض ولایت بابا قلندرؒ مردِ عظیم!

حامل شرع و راہِ طریقت بابا قلندرؒ مردِ عظیم!

عارفِ ذاتِ رَبِ دو عالم اور دل میں عرفانِ نبیؐ

عاملِ قرآں ، عاشقِ سنت بابا قلندرؒ مردِ عظیم!

راہِ نبیؐ پر چلتے رہنا ، دل سے تم سمجھو قُرآن!

دیتے سب کو درسِ ہدایت بابا قلندرؒ مردِ عظیم!

کوئی نہ تھا محروم عنایت ، سب پہ نوازش اُن کی وہی

خلقِ خدا سے کرتے محبت بابا قلندرؒ مردِ عظیم!

حق کا کلام ہمیشہ پڑھتے ، دل میں نہاں اُس کا جلوہ

صبح و مسا مصروفِ تلاوت بابا قلندرؒ مردِ عظیم!

خدمتِ خلق ہے اُن کا وتیرہ خوش خلقی اُن کا شیوہ

دل سے رب کی کرتے اطاعت بابا قلندرؒ مردِ عظیم!
ذکرِ خدا اور ذِ کر شہؐ دیں ، اُن کا یہ معمول رہا!
رہتے یوں مشغولِ عبادت بابا قلندرؒ مردِ عظیم!
ہاتفِ ربی کا تھااشارہ ، سامنے تھے قرطاس و قلم !
پھولؔ نے لکھی آپ کی مدحت بابا قلندرؒ مردِ عظیم!

---

## نذرِباباؒ

آج کیسا سج گیا دربار بابا اولیاءؒ
مقبرہ ہے منبعِ انوار بابا اولیاءؒ
زندگی بھر اُسوۂ سرکارؐ تھا پیشِ نظر!
ہے مثالِ آئینہ کردار بابا اولیاءؒ
گلِ شریعت کے طریقت کے یہاں کھلتے رہے
معرفت کا باغ ہے گلزارِ بابا اولیاءؒ
تھے بلند اطوار بابا اولیاءؒ اس واسطے
بے خطر باطل سے ہے سر شار بابا اولیاءؒ
رب کی قربت تھی میسر ، معرفت کا آئینہ
دیکھتا تھا دیدۂ بیدارِ بابا اولیاءؒ
آئینہ دارِ طریقت ، سرِ حق ہے عکس ریز
قیمتی گنجینہ اسرار بابا اولیاءؒ

رحمت و شفقت کے گل ہیں اور اُلفت کی بہار!
آؤ دیکھو گلشنِ بے خارِ بابا اولیاءؒ

پھول ہو کر رہ گیا اُن کا اسیر حُسن وہ!
خواب میں جس نے کیا دیدارِ بابا اولیاءؒ

## اکرم کنجاہی

محترم اکرم کنجاہی کا اصل نام محمد اکرم بٹ ہے۔ گجرات کے معروف قصبے ''کنجاہ'' سے تعلق ہونے کی وجہ سے اکرم کنجاہی قلمی نام اختیار کیا۔ ابتدائی درسگاہ گورنمنٹ پبلک ہائی اسکول کنجاہ (گجرات) تھی۔ ایم۔بی اے، ایل ایل۔بی کی ڈگریاں حاصل کرنے کے بعد ڈی۔اے۔آئی۔جی۔پی کی اضافی ڈگریاں حاصل کیں اور بینکنگ کے شعبے سے وابستہ ہوگئے۔ شاعری کا باقاعدہ آغاز 1986ء سے کیا۔ اکرم کنجاہی نے غزل کے علاوہ نثری نظم میں بھی طبع آزمائی کی ہے۔

---

### یزداں شناس

رکھیں گے یاد جو لوگو حیات اُن کی پیام اُن کا
سنور سکتا ہے ہر بگڑا ہوا جیون میں کام اُن کا

پریشاں حال تھے جو بھی اُنہیں کہتے سنا ہم نے
ابھی تک چار سُو جاری دیکھو فیضِ عام اُن کا

یہ دیکھا ہے کہ ہر عرفان کی منزل کا راہی بھی
خلوصِ دل سے کرتا ہے ہمیشہ احترام اُن کا

نمایاں اُن پہ تھی ہر اِک شعورِ ذات کی منزل
بہت اونچا ہے اور یزداں شناسوں میں مقام اُن کا

رُلاتے تھے اُنہیں ہر پل بہت انسانیت کے دُکھ
کریں گے ذکر عالم میں خواص اُن کا عوام اُن کا

سبھی محبوب ہیں انساں سبھی انساں برابر ہیں
محبت ہی کا پرتو ہے ذرا پڑھ لو کلام اُن کا

## سید معراج جامیؔ

جناب سید معراج جامیؔ کا اصل نام سید معراج مصطفیٰ ہاشمی ہے۔ آپ ہندوستان کے شہر کلکتہ کے ہاشمی خاندان کے چشم وچراغ ہیں۔ آپ کی ولادت 12 مارچ 1955ء میں ہوئی۔ معراج جامیؔ نے اسلامیات اور اُردو میں ماسٹر کی ڈگریاں حاصل کیں۔ 1985ء میں بیس سال کی عمر میں امریکن کلچر سینٹر کراچی کی طرف سے منعقد ہونے والے مقابلہ شعر گوئی میں شرکت کی اور 194 نوجوان شعراء کے مقابلے میں اول انعام حاصل کیا۔ معراج جامیؔ نے ایک بڑے مقابلے میں کامیابی حاصل کرنے کو کافی نہیں سمجھا بلکہ مزید کامیابیوں اور کامرانیوں کی طرف اپنی توجہ مرکوز کی۔ معراج جامیؔ کی شاعری میں ایک طرف شباب آرہا ہے تو دوسری طرف یہ تنقید کی طرف بھی بڑھ رہا ہے۔ آپ صحافت کے میدان میں بھی قدم جما چکے ہیں۔

---

### زینتِ کون و مکاں

راہِ حق کے رازداں ہیں میرے بابا اولیاءؒ
یعنی میرِ کارواں ہیں میرے بابا اولیاء
عشق کے سر نہاں ہیں میرے بابا اولیاء
اِس زمیں کے آسماں ہیں میرے بابا اولیاء
معرفت کا ہر سفینہ پار لگتا ہے یہاں
ایک بحرِ بیکراں ہیں میرے بابا اولیاء
وہ ہیں محبوب خدا ، اُن پر خدا ہے مہرباں
زینتِ کون و مکاں ہیں میرے بابا اولیاء
معرفت کی منزلوں میں کر رہے ہیں رہبری
کامیاب و کامراں ہیں میرے بابا اولیاء
نام ہے لب پر اُنہی کا دل میں اُن کی یاد ہے

ہم پہ کتنے مہرباں ہیں میرے بابا اولیاء

اے دلِ بےتاب منزل ڈھونڈ جامیؔ کے لئے

تو اُسے لے چل جہاں ہیں میرے بابا اولیاء

## شیبا آفتاب حیدری

محترمہ شیبا حیدری حمد، نعت، سلام، مناقب، قطعات اور غزل گوئی میں اپنا ایک خاص انداز اور منفرد مقام رکھتی ہیں۔ وہ پاکستان کی پہلی قطعہ نگار خاتون کا اعزاز بھی حاصل کر چکی ہیں۔ اب تک ان کے دو شعری مجموعے ''اُن کے لئے'' اور ''حمد نامہ'' منظر عام پر آ چکے ہیں۔ آپ کی شاعری میں معاشرت، تصوف، تاریخ اور فلسفہ کا رنگ جھلکتا ہے۔ شیبا حیدری کو ان کی ادبی خدمات پر کئی ادبی تنظیموں نے اعزازات سے بھی نوازا ہے۔

---

### نقشِ دوام

دل پہ کندہ ہو گیا ہے جس کے نام برخیا
دُھل نہیں سکتا کبھی نقشِ دوام برخیا

نام لیوا اُن کے جتنے بھی یہاں موجود ہیں
اُن میں لگتا ہے ہر اِک ماہِ تمام برخیا

نقشِ پا رکھتے ہیں اُن کے اِس لئے تابندگی
اُٹھ نہیں سکتا غلط کوئی بھی گام برخیا

ہیں جو پیغمبر ہمارے رحمت اللعالمینؐ
لے کر جاتی ہے صبا اُن تک کلام برخیا

اللہ اللہ بارشِ انوار کی اُمید میں
سب کھڑے رہتے ہیں شیبا زیرِ بام برخیا

قمر یزدانی

باسمہٖ تعالیٰ

وَعَدَ اللّٰہُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ

۱۳۹۹ھ

(القرآن الحکیم)

## سفرِ آخرت قلندر باباولیاءؒ

۱۹۷۹ء

قلندر ناشرِ دینِ معظم
تھے اہلِ عشق کے شیخ مکرم
فقیہہ دہر ، فخرِ اہلِ ایماں
رموزِ حکمت و عرفاں کے محرم
رفیق و مونسِ حرماں نصیباں
وہ اپنوں اور بیگانوں کے ہمدم
ہوئے جب عازمِ فردوسِ اعلیٰ
بپا ہر سُو ہوا اِک شورِ ماتم
بجز اللہ کے ہر شے ہے فانی
صدائے غیب آتی ہے یہ پیہم
سَنِ رحلت کی مجھ کو جستجو تھی
بہت ہی مضطرب تھی جانِ پُر غم

کہا آہ کھینچ کر ہاتف نے فوراً

قمر! کہہ دو ”قلندر فخر عالم“

---

۱۴۰۵_۶=۱۳۹۹ھ

سید خضر نوشاہی

## مخزنِ فیضان

مردِ حق ، مردِ قلندر ، واقفِ سرِ بقا
حضرت بابا قلندر ، سرگروہ اولیاؒ
رہبرِ راہِ حقیقت ، صدرِ بزمِ عارفان
مخزنِ فیضان باری ، منبع جو دو سخا
ساقیِ میخانۂ عشق و محبت در دو سوز
بادۂ عرفان بدہ مارا بنامِ مصطفیٰؐ
آستانِ حضرتِ بابا قلندر اولیاؒ
ہست زیرِ آسمان ، روی زمین ، رشکِ سما
کردہ ای قلبم مسخر آز نگاہِ نازنین
ای خوشا ہستم اسیرِ زلفِ پیچانِ شما
خضر نوشاہی چہ گوئم صفتِ آن عالی مقام
آنکہ باشد پیکر بحرِ علم و عمل ، صبر و رضا

نورالدین موجؔ

## چشم کرم کیجئے

مری بھی عرض کچھ سنئے قلندر بابا اولیاؒ

ذرا چشمِ کرم کیجئے قلندر بابا اولیاؒ

نبیؐ کے آپ شیدا ہیں غلامِ مصطفیٰؐ ہیں آپ

غلام اپنا بنا لیجئے قلندر بابا اولیاؒ

ملے ہیں آپ کو غوث الوریٰؒ سے وصفِ لاثانی

مجھے بھی کچھ عطا کیجئے قلندر بابا اولیاؒ

نہ کچھ چاہت ہے دولت کی نہ لالچ جاہ و حشمت کی

کرم کی بھیک دے دیجئے قلندر بابا اولیاؒ

بہت ہی غمزدہ ہوں میں گنہگاروں میں شامل ہوں

مجھے اس سے بچا لیجئے قلندر بابا اولیاؒ

بنے ہیں آج مہماں آستانے میں ولی سارے

مجھے خادم بنا لیجئے قلندر بابا اولیاؒ

بھنور میں موجؔ عاصی کی پڑی ہے کشتی ہستی

ذرا اس کو ترا دیجئے قلندر بابا اولیاؒ

## قمر وارثی

محترم جناب قمر وارثی صاحب کا اصل نام ارشاد حسین وارثی ہے۔ آپ بھارت کے شہر فرخ آباد (یوپی) میں ۵ جنوری ۱۹۵۰ء کو پیدا ہوئے۔ ۱۹۶۵ء میں قومی نغمے تحریر کر کے شاعری کا آغاز کیا۔ اس کے بعد غزل، نعت اور منقبت وغیرہ بھی لکھیں۔

اب تک آپ کی 6 تصانیف شائع ہو چکی ہیں۔ جن میں دو نعتیہ مجموعہ ''شمس الضحیٰ'' اور ''کہف الوریٰ'' ایک غزل کی کتاب ''یمِ تحریک''۔ سلسلہ چشتیہ کے بزرگ حضرت ظہور احمد شاہ نورانی کے حالاتِ زندگی پر ''آئینہ ظہور'' کے عنوان سے ایک کتاب تحریر کی اور دو منقبت کا مجموعہ ''حضورِ وارث'' اور عطائے ظہور'' کے عنوان سے بھی شائع ہوئے، حضرت حاجی وارث علی شاہؒ اور حضرت ظہور احمد شاہ نورانیؒ کی شان میں کہی گئی منقبتوں کو ان دونوں مجموعوں میں شامل کیا گیا ہے۔

جناب قمر وارثی صاحب فروغ نعت و حمد کے ادارے ''دبستانِ وارثیہ۔ کراچی'' کے صدر ہیں جو عرصہ دس سال سے حمد و نعت کے فروغ کے لئے کام کر رہا ہے اور حمد و نعت کے اب تک 9 مجموعے شائع کر چکا ہے۔

---

### رنگِ فقیرانہ

بقیدِ ہوش دیوانہ قلندر اولیاءؒ کا ہے
عجب رنگِ فقیرانہ قلندر اولیاءؒ کا ہے
یہ رنگِ زندگی ، آئندگی تعلیم کرتے ہیں
کرم کتنا جدا گانہ قلندر اولیاءؒ کا ہے
نہ کیوں دل کا مقدر عالم وارفتگی ٹھہرے
نظر میں آئینہ خانہ قلندر اولیاءؒ کا ہے
حصولِ منزلِ حق آگہی میں کامیابی تک
چراغِ راہ کاشانہ قلندر اولیاءؒ کا ہے

بہ حسنِ مقصدِ ہستی ہم اہلِ دل کے دامن میں
محبت جیسا نذرانہ قلندر اولیاءؒ کا ہے

مقدر کے دھنی ہیں کس قدر کیا پوچھئے وہ لب
کہ جن پر نام روزانہ قلندر اولیاءؒ کا ہے

قمر جس پر فدا ہیں رونقیں دربارِ شاہی کی
وہ رشکِ دید ویرانہ قلندر اولیاءؒ کا ہے

عبدالحکیم ناصف

## انوارِ قلندر

حاصل قوتِ افکار ، قلندر باباؒ
نزہت صنعتِ گفتار ، قلندر باباؒ

پُر گہر ، وادی انوار قلندر باباؒ
نکہت و نور کی دستار ، قلندر باباؒ

عجز و اخلاص کے پیکر ہیں ، شجاعت کے امیں
زندہ تاریخ کے کردار ، قلندر باباؒ

ان کی عظمت پہ تصدق ہے متاعِ کونین
شاہِ بطحاؐ کے پرستار ، قلندر باباؒ

مرے دلدار محمدؐ ، میں گدا ہوں اُنؐ کا
مرے دلدار کے دلدار ، قلندر باباؒ

سات اقلیم کی دانش ہے رگ و پے میں نہاں
عقل و تہذیب کے شاہکار ، قلندر باباؒ

کیا سبک تر ہے ازل اور ابد تک کا سفر
نازشِ شوخی رفتار ، قلندر باباؒ

ہے تمنا کہ ہو مقبول خلائق اِک دن
آپ کا ناصفؔ نادار ، قلندر باباؒ

## فیض عالم بابر

جناب فیض عالم بابؔر کا اصل نام فیض عالم ہے۔ ۱۰ اپریل ۱۹۷۴ء کو کراچی میں پیدا ہوئے۔ بی ایس سی انجینئرنگ کی سند رکھتے ہیں اور مقامی اخبار سے وابستہ ہیں۔ شاعری کا باقاعدہ آغاز ۱۹۹۶ء سے کیا اور بہت کم عرصے میں علمِ عروض اور فنِ شاعری کے دیگر رموز سے واقفیت حاصل کر لی۔ فیض عالم بابؔر علامہ اقبال اور پروین شاکر کی شاعری سے متاثر ہیں۔ فیض عالم بابؔر کی غزلیں اور نظمیں اخبارات و رسائل کی اکثر زینت بنتی رہتی ہیں۔ شہر کی معروف ادبی تنظیم حلقۂ دانش کے اہم رکن بھی ہیں۔ ان کی شاعری میں سماجی، معاشی اور معاشرتی رویوں کے اثرات نظر آتے ہیں۔

---

### میرے عظیم رہبر

دنیا گواہ ساری میرے عظیم رہبر
ہے فیض ترا جاری میرے عظیم رہبر

تیرے سوا میں ساری دنیا کو بھول جاؤں
وہ بے خودی ہو طاری میرے عظیم رہبر

ملتی ہے تیرے در سے منگتوں کو بادشاہی
خود سر کو انکساری میرے عظیم رہبر

جاؤں گا میں یہاں سے من کی مراد پا کے
اس در کا ہوں بھکاری میرے عظیم رہبر

نسبت سے تیری خود کو کہتے ہیں ہم عظیمی
سُن لے صدا ہماری میرے عظیم رہبر

تعلیم دی کہ چلنا دونوں کو ساتھ لے کر
دنیا و دینداری میرے عظیم رہبر

رونق گہہ جہاں میں پھنس کر ہی رہ نہ جائیں

رکھنا خبر ہماری میرے عظیم رہبر

لاکھوں بشر نے تیرے افکارِ نو سے بآبر

ہے زندگی سنواری میرے عظیم رہبر

عبدالمالک ہمزادی

## قلندری میخانہ

میں کیا جانوں شانِ قلندر خدا جانے
چلو چل گھٹ بھریئے قلندری مے خانے
اس مے خانے دیاں شاناں اُچیاں نے
گلاں پچیاں سچیاں سچیاں نے
نہ سمجھن سخن لوگ ہیں انجانے
چلو چلئے قلندری مے خانے
ایتھے رحمت ربدی وسدی اے
کلی دل دی کِھلدی ہسدی اے
اے شمع قلندری تیرے لکھاں نے پروانے
چلو چلئے قلندری مے خانے
اے مے مستی فسق و فجور تیئں لاندی
راہ دیدا ہے اے تے دکھلاندی
کوئی رولڑا راہ تے نہیں یارو
اھدنا الصراط اسدے نے ٹھکانے
چلو چلئے قلندری مے خانے

مسعود جامی

## قلندر کی پہچان

قلندر کی نگاہِ شوق کیا ہے ، کہکشاں جانے
قلندر کی رہِ پرواز کیا ہے ، آسماں جانے
قلندر کا مکاں جانے تو کوئی لامکاں جانے
نہ تم جانے ، نہ ہم جانے ، نہ یہ اہلِ جہاں جانے
قلندر کی رگِ جاں کیا؟ شعورِ حق کا آوازہ
قلندر کے مقامِ شوق کا مشکل ہے اندازہ
قلندر کی مسیحائی دمِ عیسیٰؑ کا معجزہ
نہ تم جانے ، نہ ہم جانے ، نہ یہ اہلِ جہاں جانے
قلندر رہنما ہے ، کاروانِ علم و حکمت کا
قلندر ناخدا ہے ، عشق و عرفان و محبت کا
قلندر ایک مخفی راز ہے ، تخلیقِ فطرت کا
نہ تم جانے ، نہ ہم جانے ، نہ یہ اہلِ جہاں جانے
قلندر سے نہیں واقف ، کہ کیا رکھا تہہ داماں
قلندر صاحبانِ زہد و تقویٰ کا درِ ارماں
قلندر کا مزاجِ عشق ، صفاتِ بوزرؓ و سلماںؓ
نہ تم جانے ، نہ ہم جانے ، نہ یہ اہلِ جہاں جانے

## انجمؔ رحمانی

جناب انجم رحمانی نعت اکیڈمی آف پاکستان کے جنرل سیکرٹری اور پاکستان نعت کونسل کے اہم رکن ہیں۔ آپ کا اصل نام سید حیدر علی ہے۔ آپ ۵ مئی ۱۹۵۶ء کو کراچی میں پیدا ہوئے۔ بی ایس سی کرنے کے بعد آپ اپنے والد کے ساتھ ان کے کاروبار کی دیکھ بھال میں مصروف ہو گئے۔ شعر و ادب کی طرف بچپن سے ہی رجحان رہا۔ صوفی شاعر حبیب وارثی کا تعلق بھی آپ ہی کے خاندان سے ہے۔

انجمؔ رحمانی نے شاعری کی ابتداء ۱۹۷۲ء میں نعت گوئی سے کی۔ ۱۹۸۷ء میں ایک نعتیہ مجموعہ ''صاحبِ الجمال'' کے نام سے شائع ہوا۔ یوں تو انجم رحمانی کا حوالہ ہی نعتیہ شاعری ہے لیکن اپنے شعری سفر کے دوران انہوں نے دیگر اصناف سخن میں بھی طبع آزمائی کی اور خوبصورت منقبتیں، نظمیں، مرثیے، سلام اور قطعات وغیرہ بھی لکھے بلکہ عمدہ غزلیں بھی کہیں۔

انجمؔ رحمانی تصوف میں بھی گہری دلچسپی رکھتے ہیں حضرت پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، لعل شہباز قلندرؒ اور حضرت قلندر باباولیاءؒ سے گہری عقیدت رکھتے ہیں۔

---

### صبح کی نورانیت

قائل حقانیت بابا حضورؒ

حامل روحانیت بابا حضورؒ

مرتبہ دانِ جمالِ کن فکاں

عارفِ وحدانیت بابا حضورؒ

زلفِ پیچاں شام کی تزئین ہے

صبح کی نورانیت بابا حضورؒ

آپ سے وابستہ دنیا ہے مری

اور میری عافیت بابا حضورؒ

جن کی پیشانی میں ہے نورِ خدا

وہ ہیں عالی مرتبت بابا حضورؒ

آپؒ کے ہر ایک دیوانے میں ہے

آپؒ کی عرفانیت بابا حضورؒ

ہم نے سب تاروں میں انجمؔ چن لیے

بر بنائے آخرت بابا حضورؒ

## ڈاکٹر محمد آدم

جناب ڈاکٹر محمد آدم آدمؔ نے ایسے ماحول میں جنم لیا جو مذہبی اور علمی تھا۔ابتدائی تقسیمِ ہند کے بعد تعلیم کا سلسلہ دوبارہ شروع کیا اور پولیٹکل سائنس میں پوسٹ گریجویشن کے بعد کراچی یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔اس کے بعد درس وتدریس کے شعبہ سے وابستہ ہوگئے۔والدہ محترمہ کی خواہش پر ایل ایل بی کے لئے اسلامیہ لاء کالج میں داخلہ لیا تعلیم کے ساتھ ساتھ پاکستان نیوی میں بطور ایجوکیشن آفیسر کے فرائض بھی سرانجام دیتے رہے۔

آدمؔ صاحب بنیادی طور پر غزل کے شاعر ہیں اور ان کا کلام غزل کی روایت کا آئینہ دار ہے۔''بہشتِ افکار'' غزلیں، نظمیں اور قطعات کا مجموعہ کلام ہے۔نظمیں رومانی بھی ہیں اور ملی بھی،ان میں بالعموم معاشرتی احوال پر تبصرہ اور مسائل حاضرہ کا جائزہ ہے۔آپ کی ایک کتاب ''اسلام کا شورائی نظام'' کے عنوان سے بھی شائع ہو چکی ہے۔

---

### رہبرِ کامل

رہبر کامل قلندر اولیاء

محرمِ منزل قلندر اولیاء

ہے خدا کے نیک بندوں میں شمار

اخلاق میں کامل قلندر اولیاء

تیرے بتلائے ہوئے اچھے اُصول

ہیں ہمیں حاصل قلندر اولیاء

خلق کی خدمت پہ تھے مامور آپ!

عامل و کامل قلندر اولیاء

تیری ہر ہر بات میں اے مردِ خدا!

منفعت شامل قلندر اولیاء

مرجع اہل محبت بے گماں

رونقِ محفل قلندر اولیاء

شک نہیں اس میں کہ آدمؔ! آپؒ ہیں

بے بدل عامل قلندر اولیاء

## امتیاز الملک سلطانی

جناب امتیاز الملک سلطانی آسی کی ولادت غازی پور (یوپی بھارت) میں 23 جولائی 1955ء میں ہوئی۔ بی اے کے علاوہ میکینکل ٹیکنالوجی میں بیچلر آف ٹیکنالوجی کی سند بھی رکھتے ہیں۔ شعر و سخن کا اچھا ذوق رکھتے ہیں۔

---

### روحانیت کے آسماں

علم و عمل کا اِک نشاں بابا عظیم برخیاؒ
روحانیت کے آسماں بابا عظیم برخیا

خالی نہ کوئی جا سکا در پر جو اُن کے آگیا
مخلص شفیق مہرباں بابا عظیم برخیا

کشتی معرفت چلی بحر شرع میں جھومتی
ہیں جس کے آپ بادباں بابا عظیم برخیا

تکوین کے اصول سب موضوع گفتگو رہے
پُر اثر آپ کا بیاں بابا عظیم برخیا

خدمات کا صلہ اُنہیں مجھ کو یقین ہے مل گیا
راضی ہے ربِ جہاں بابا عظیم برخیا

لطف و کرم کی اِک نظر مجھ پر بھی آپ کیجئے
میں آپ کا ہوں مدح خواں بابا عظیم برخیا

اک انجمن بنے رہے آسی وہ اپنی ذات میں

کرتے رہے نہاں ، عیاں بابا عظیم برخیا

حق نواز خلیل

## شاہِ اہل تکوین

علم و حکمت بہ دوستاں گفتی
با تلطف چوں مہرباں گفتی

رازِ الفت کہ بود صد پنہاں
سر محفل کہ او عیاں گفتی

یک نظر چشم سر کہ ہم دارد
چشمِ دل وا کن اے جہاں! گفتی

رنگ و ہوئے جہاں خزاں بردوش
اندروں اَست یک جہاں گفتی

یک قدم بر طریقِ آں شاہؐ
پیش رو، پیش دوستاں گفتی

عظمتِ بندگی ہماں ایں اَست
عظمتِ مصطفیٰؐ بہ جاں گفتی

آں طریقِ نجات در عالم
ہست آں راہِ باقراں گفتی

شاہ اہلِ تکوین! بر نو فدا
عظمتِ روحِ ضوفشاں گفتی

---

## رحمت اللہ علیک

ذِكْرُكَ نُوْرٌ وَّالْكَلَامُ هُدًى

تُسَبِّحُ النَّاسُ حِيْنَ تُرٰى

مَا دَامَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ تَدُوْرُ

رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْكَ مُحَمَّدِ بَرْخِيَا

ترجمہ:

آپ کا ذکر نور ہے اور کلام ذریعہ ہدایت

جب لوگوں نے آپ کو دیکھا تو آپ کی تعریف کرنے لگے (یعنی جب آپ کی فکر سے آشنا ہوئے)

جب تک چاند اور سورج گردش میں ہیں،

اے محمد عظیم برخیاؒ آپ پر اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمت برستی رہے۔

---

## تیرے نغموں کی ہو بہار

ابرِ بہار بن کر برس کر رہی بہار

دل کی کلی کلی کو ملا نغمہ بہار

عزم و خیال ، فکر کو تابندگی ملی

قلبِ حزیں کو حوصلہ اک عظمت و وقار

ہر روح کو اک بندگی کا راستہ ملا

راہ عمل کو ایک نئی زندگی کا پیار

جاتی رہی آشفتہ دلوں سے گھٹائے غم

رازِ حیات ہونے لگا دل پہ آشکار

عرفان کو جو ''لوح و قلم '' کی زباں ملی

شاہد شہود ہو کے بنا زندگی کا پیار

فکر و خیال تیرا بنا طوفِ التفات

پاتی رہے گی ہر شبِ ظلمت رُخ انوار

تیرا وہ فیض روح و قلب میں اتر گیا

پاتے رہیں گے قلب و نظر روح کا خمار

جب تک یہ دور شمس و قمر کا رہے خلیلؔ

عظیم برخیا تیرے نغموں کی ہو بہار

## سیدہ سعیدہ خاتون

محترمہ سیدہ سعیدہ خاتون عظیمی کی پیدائش بھارت کے شہر ناگپور میں ہوئی۔ قیامِ پاکستان کے بعد والد صاحب کا تبادلہ کراچی ہو گیا اور اس طرح آپ اگست ۱۹۴۷ء کو کراچی آ گئیں۔ شادی کے بعد ۱۹۶۱ء میں آپ انگلینڈ منتقل ہو گئیں اور وہیں پر قیام پذیر ہیں۔ مئی ۱۹۷۹ء میں بڑی بہن کی وساطت سے روحانی ڈائجسٹ میں آپ کی روحانی واردات و کیفیات شائع ہونا شروع ہوئیں۔

۱۹۸۰ء میں جناب خواجہ شمس الدین عظیمی صاحب نے انگلینڈ میں مراقبہ ہال کھولنے اور مراقبہ کرانے کی اجازت دے دی۔ ۱۹۸۳ء میں جناب خواجہ شمس الدین عظیمی صاحب پہلی بار انگلینڈ تشریف لے گئے اور پھر باقاعدہ مراقبہ ہال کا افتتاح ہوا۔

آپ کی سلسلہ وار کہانیاں، منقبتیں، غزلیں روحانی ڈائجسٹ میں متواتر چھپتی رہتی ہیں۔ سلسلہ وار کہانیوں میں ''خوشبو''، ''اندر کا مسافر'' اور ''جوگن'' کتابی صورت میں بھی شائع ہو چکی ہیں۔ قلندر باباولیاءؒ کے روحانی مشن کی ترویج کے حوالے سے آپ کا نام ایک درخشندہ ستارہ ہے۔ کچھ عرصے تک آپ سالفورڈ یونیورسٹی میں بطور وزیٹنگ پروفیسر روحانی علوم کی تدریس بھی کرتی رہی ہیں۔

---

### بہاروں کا صدور

چاند تاروں سے ہوا تھا اِک مسافر کا ظہور
تھا وہ دنیا کا اُجالا ، جانِ انساں کا سرور
چاند بادل سے نکلتا ہے اندھیری رات میں
آسمانِ دہر پر روشن ہوا عظمت کا نور
نور کے تاروں پہ چل کر یوں ہوا اس کا نزول
جوں ہوا کے دوش پر اُڑنے لگے رنگیں طیور
چھپ کے پردۂ غیب میں اب ہم کو دیتا ہے صدا
مار ڈالے گا تجھے خود تیری عقلوں کا فتور

نسل انساں پر ہوا اے دوست احسانِ عظیم
لڑکھڑاتے پاؤں سے چلتی ہے راہِ پر غرور
وہ ولی، وہ قلندر ، وہ عظیم برخیاؔ
جس کی آمد باغِ رضواں میں بہاروں کا صدور

---

## شانِ قلندر

ایک دانشور نے لوگو! یوں کیا مجھ سے سوال
جس کو کہتے ہیں قلندر اس کی کیا پہچان ہے
اُس کے اندر جستجوئے شوق باطن دیکھ کر
مسکرا کے میں یہ بولا وہ تو حق کی جان ہے
جان کو صورت عطا کر کے کیا رب نے خطاب
مردِ حق تو گنج دل کا موتی و مرجان ہے
تُو ہی میری آنکھ ہے ، تو ہاتھ ہے ، تو پاؤں ہے
تو مرا اسرار ہے مخلوق سب انجان ہے
تیرے قالب میں ارادہ کام کرتا ہے مرا
تیری ہر حرکت پہ شان لم یزل قربان ہے
تیری آنکھیں میری بینائی سے جب روشن ہوئیں
چاند تاروں کی نگاہیں دیکھ کے حیران ہے

میرا اندازِ تکلم بن گیا تیرا کلام
تیری صوتِ سرمدی پر آج مجھ کو مان ہے

لاکھ پردوں میں چھپا کر میں نے رکھا تھا جمال
تیری خوشبو سے مہکتا سنبل و ریحان ہے

چاند تاروں کی زمیں پر ہے بسیرا غیر کا
آ حریم دلبری کا آج تو مہمان ہے

محرم جاں تجھ کو ٹھہرا کر کئے راز و نیاز
کائنات دل میں تو ہی بندگی کی شان ہے

ساقی میخانہ ہے تو تشنہ لب سارے یہاں
معرفت کے جام بٹتے ہر گھڑی ہر آن ہے

لوح پر یہ لکھ دیا کاتب نے اپنے قلم سے
تجھ کو حاصل خالقِ کونین کا عرفان ہے

اے صدائے معرفت ، اے دیدہ ور ، حق کی زباں
تیرے بن راہ حقیقت و حشت ویران ہے

نام اُن کا ہے قلندرؒ ذات ہے ان کی عظیمؒ
اُن کے پردے میں چھپا خود دراصل رحمٰن ہے

سن اے دانشمند تو کچھ بھی نہیں ناچیز ہے
تیری جھولی میں عظیم برخیاؔ کا دان ہے

---

# جشنِ بے مثال

آیا ہے دُھوم دَھام سے پھر جشنِ بے مثال
ہونے لگا ہر ایک کو پھر رویتِ ہلال

تابانی عظیم ہے وہ نام برخیاؔ
پھیلایا آفتاب نے ہر سُو ترا جمال

تارے چھپے ہوئے ہیں تری آستین میں
اے ماہتاب رات نے دیکھا ترا کمال

ہر ذرّہ تیرے نور سے تھرا کے رہ گیا
روحانیت پہ چھایا ہوا ہے ترا جلال

صبحِ تجلیات کی تقدیر دیکھئے
مکھڑے کو چھو کے تیرے ہوئی جاتی ہے نہال

اے رہ نوردِ عشق قدم تیز تر بڑھا
رہبر ہے خوبرو تو نہیں ہے تجھے ملال

دنیا میں جس نے پائی ترے در سے روشنی
اللہ کے کرم سے ملا بخت ذوالجلال

تجھ کو ملی ہے عرش سے وہ عظمتِ علیم
جس کو اُٹھا سکے نہ سماء، اَرض ، نہ جبال

علم و ادب میں پھونک دی روحانیت کی روح

تا ابد زندہ رکھے خدا ہو نہ اب زوال

آفاق سے ملایکہ دیتے ہیں یہ صدا

یہ سلسلہ عظیم ہے ، اب بند کر سوال

بابا قلندریؒ کی عجب شان آج ہے

ہر شے میں زندگی کی نئی جان آج ہے

## قادری السلعظیمی

جناب محترم غلام رسول قادری ہندوستان کے شہر دہلی کے قریب موضع گڑگانواں میں ۶ دسمبر ۱۹۰۳ء کو پیدا ہوئے۔ ۱۹۲۱ء میں تعلیم کے حصول کے بعد دہلی میں ٹیلیفون ریونیو اکاؤنٹس میں ملازمت اختیار کی۔ قیامِ پاکستان کے بعد آپ راولپنڈی آگئے۔ دورانِ ملازمت کراچی تبادلہ ہو گیا۔ ۱۹۶۰ء میں آپ اکاؤنٹس سپرنٹنڈنٹ کے عہدے سے ریٹائر ہوئے۔ آپ نے ابتدائی روحانی تعلیم و تربیت سلسلہ قادریہ میں حاصل کی اور ۱۹۷۱ء میں سلسلہ عظیمیہ میں داخل ہوئے۔

جناب غلام رسول قادری صاحب کو ہندی اور فارسی زبان پر عبور حاصل تھا۔ ہندی زبان میں دوہے اور بھجن بھی کہے۔ ہندی میں نکھداس تخلص کرتے تھے۔ شعر و سخن سے گہری دلچسپی تھی۔ آپ انتہائی ہنس مکھ، ملنسار اور شگفتہ مزاج طبیعت کے مالک تھے۔ ایک موقع پر جناب خواجہ شمس الدین عظیمی صاحب نے آپ کو ''ہرے بھرے بابا'' کہہ کر مخاطب کیا، بعد میں آپ کا نام یہی پڑ گیا دسمبر ۱۹۹۵ء میں آپ کا انتقال ہوا، اور ایک مہذب، خوش اخلاق، علم و آگہی سے مالامال شخصیت عالم بالا میں تشریف لے گئی۔

---

## فیضانِ شاہانہ

حبذّا بابا قلندرؒ نوری میخانہ ترا
بادۂ عرفان کا گردش میں پیمانہ ترا

تشنہ کامانِ محبت پی رہے ہیں بے دریغ
عام ہے سب کے لئے فیضانِ شاہانہ ترا

بس رہی ہے ہر طرف مئے ناب گلگوں کی شمیم
جھومتا ہے کیف سے مخمورِ مستانہ تیرا

آئیں فرزانے جہاں کے دیکھیں میخانے کا رنگ
لاکھ فرزانوں پر بھاری ایک دیوانہ تیرا

پیتے ہی اِک گھونٹ اس کے سب لطیفے کھل گئے

مل گیا لبریز جس کو جامِ رندانہ ترا
شمع نورِ تجلی ذاتِ انور ہے تری
خود بھی روشن ہو گیا ہر ایک پروانہ ترا
یک نگاہ لُطف اے ساقی مرے بندہ نواز
قادری لایا ہے دل کا اپنے نذرانہ ترا

---

## بادۂ عرفاں

جب نظر سے نظر ملائی جاتی ہے
نظروں نظروں میں ہی پلائی جاتی ہے
میکدہ ہے عظیم ، مرشد کا
بادۂ عرفاں لُٹائی جاتی ہے
حق قلندر کے بادہ خواروں کا
ایک محفل سجائی جاتی ہے
یہ قلندر کا آستانہ ہے
یاں پہ بگڑی بنائی جاتی ہے
غمزدوں ، بے کسوں ، غریبوں کی
آتشِ غم بجھائی جاتی ہے
فیض بٹتا ہے جھولیاں بھر بھر

یاں سخاوت یہ پائی جاتی ہے

حق سے ملنے کو چاہے گر بندہ

راہ اُس کو دکھائی جاتی ہے

قادریؔ کیوں ہے آزردہ

تیری باری بھی آئی جاتی ہے

## بھجن

(یہ ہندی زبان میں جذبات کا بے باکانہ اظہار ہے جسے بھجن کا نام دیا گیا ہے۔اس کا فنِ شاعری اور علمِ ادب سے کوئی تعلق نہیں ہے)

آؤ پیارے سجنو، آؤ!

من مندر میں دیپ جلائیں
گرو مورتی وہاں سجائیں

گرو ہمارا جگ سے نیارا
سب مل کر گُن اُس کے گائیں

بڑا پریمی، مہادیالو
ایسے گرو کے بَل بَل جائیں

اولیاء بابا، رِشی، قلندر
اُن کے چرنوں سیس نوائیں

من مندر میں دیپ جلائیں ، من مندر میں دیپ

ہم ہیں پاپی جب ہی تو وہ
ہمیں کبھی نہ درس دکھائیں

شاید ہم سے روٹھ گئے ہیں
بنتی کر کے اُنہیں منائیں

ہر روٹھے تو گرو ملادے
گرو کے رُٹھے ٹھور نہ پائیں

قادری نِرد ھن بڑا نراشی
دھیرج اُس کی دھنی بندھائیں

من مندر میں دیپ جلائیں ، من مندر میں دیپ

پریتم خواجہ سُن کر بولے
قادری مورکھ بات یہ نائیں

بابا کس سے کب رُوٹھے ہیں
وہ تو رُوٹھوں کو ملوائیں

بابا ہر دم ساتھ ہیں تیرے
پاپی کو وہ گلے لگائیں

تیرے نیناں مدھم پڑ گئے
یا بِدِ روشن دیکھن نائیں

یہ ہے اُن کی دَیا کے اُوپر
کِرپا کریں، نظر کھلوائیں

چنتامت کر، آس لگا رکھ
دل کے درپن میں آجائیں

من مندر میں دیپ جلائیں ، من مندر میں دیپ

اپنے خواجہ جی کی واری دُور سے بیٹھے سب سُن پائیں

وہیں سے دیکھیں، وہیں سے بولیں ایسے سُندر شبد سُنائیں

من کے ٹِم ٹِم دیپک جن سے جگمگ جگمگ سب ہو جائیں

نِربل کو وہ ڈوبن نادیں اپنی شکتی سے تیرائیں

من مندر میں دیپ جلائیں، من مندر میں دیپ گرو مورتی وہاں سجائیں

من مندر میں دیپ جلائیں ، من مندر میں دیپ

قلندر باباولیاءؒ مہراج کی جے

---

## باباؒ کا کرشمہ

یہ عظیمی چمن جو آ دیکھا

آ بتائیں کہ ہم نے کیا دیکھا

باطنی آنکھ تو نہیں روشن!

جو بھی دیکھا وہ ظاہرہ دیکھا

ایک جنگل میں ہو گیا منگل

جو تخیل تھا برملا دیکھا

بے گیاہ جس کو کہتے تھے

اُس کو گلشن بنا ہوا دیکھا

پودے ، امرود اور کیلے کے

بلکہ انجیر تو لگا دیکھا!

ایک قطرہ جہاں نہ تھا پانی

حوضِ "آبِ شفا" بھرا دیکھا

اچھے کمرے بنے ہوئے دیکھے

ہال اِک کشادہ پُر فضا دیکھا

آدمی اِک جہاں نظر نہ آتا تھا

ایک میلہ وہاں لگا دیکھا

عاشقوں کو مثالِ پروانہ

سوزِ اُلفت میں مبتلا دیکھا

تھا تعجب قلیل مدت میں

کیسے یہ سب کچھ ہوا دیکھا

قادریؔ سے کہا یہ ہاتف نے

یہ اپنے باباؒ کا کرشمہ دیکھا

اُن کے خواجہ کے دَم کی برکت سے

اور دیکھو گے یہ ہی ، کیا ہوا دیکھا

ظفر اقبال انجم

## سرکاراں دی چوکھٹ

دل دی تختی اُتے کیوں نہ لکھ لاں ہر گل یاراں دی
دل دی ٹھنڈک ہوندی ہر گل مرشد پالنہاراں دی
ہر گل پوری ہوندی ایتھے دکھیاراں ناچاراں دی
شالا وسدی رسدی ہی رہے دھرتی ایہہ دلداراں دی
لوں لوں دے وچ شمع روشن کیتی سچیاں پیاراں دی
سینے نوں انگیٹھی کیتا عشق دیاں انگاراں دی
شوق طلب والے آیا اے سرکاراں دی چوکھٹ تے
بھانویں ڈوبن بھانویں تارن جو مرضی سرکاراں دی
کیویں حالت عرض کراں عرض کرن دے قابل نئیں
بابا جیؒ ہنہ آپے جانو حالت ایہہ بیماراں دی!
کنے لوکاں دے تُوں بجھدے دیوے روشن کیتے نئیں
گل تاں اے جے بن جائے گل انجمؔ جے بدکاراں دی

## اپنے رنگ وچ رنگ دے

رب دیا پیاریا بے لنگیاں نوں لنگ دے
سہاڈے جھے بے ڈھنگیاں نوں زندگی دا ڈھنگ دے
تیرے سوا ہور کیسے کولوں ناہیں منگدے
تیرے کولوں منگدیاں کدی وی نہیں سنگدے
سُندے ہاں اسیں توں ایں داتا ہردا
سہانوں وی توں دنیا تے جین دی اُمنگ دے
سچیاں محبتاں تے سچیاں پریتاں دے
بال دے توں دیوے مُڈھ میرے انگ انگ دے
لوکاں نوں توں پیار دیاں گلاں پیا دسدا
تھوڑا جنا پیار تیرا اسیں وی یا منگدے

## کردیں نظر باباؒ

تلاش اب کہاں سے کر سکوں گا میں وہ گہرِ باباؒ
میں جس کے واسطے پھرتا رہا ہوں در بہ در باباؒ
کوئی درماں نہیں دل کا سوا تیرے جہاں بھر میں
میں جاؤں تو جاؤں کہاں تیرا در چھوڑ کر باباؒ
بیلیاں ہیں بہت اچھے میرے دل کی ویرانی سے
ذرا آباد کر دینا میرے دل کا نگر باباؒ

میری مایوسیاں ساری بدل ڈالیں اُمیدوں میں

مجھ اُجڑے اور پریشان حال پہ ہو جائے نظر باباؒ

میری دنیا بدل جائے گی نظرِ خاص سے تیری

تیرا بِگڑے گا کیا مجھ پر نظر کر دی اگر باباؒ

گزارش ہے کہ بھر دیں شادمانی سے میرا دامن

نہ خالی لوٹ کر جائے تیرے در سے ظفر باباؒ

الیاس شاداں وارچی

## حق آشنا

اے پیکرِ جُود و سخا بابا قلندر اولیاءؒ

اے مشعلِ صدق و وفا بابا قلندر اولیاءؒ

تم نے دیا دنیا کو ہے وہ درسِ علم و آگہی

بے شک ہو تم حق آشنا بابا قلندر اولیاءؒ

تم سے ہزاروں کو ملی واللہ دل کی روشنی

تم پہ ہے جان و دل فدا بابا قلندر اولیاءؒ

اشعار تیرے دلنشیں ، وابستہ دنیا و دیں

رازِ نہاں افشا کیا بابا قلندر اولیاءؒ

ہم طالبانِ عشق کرتے ہیں تجھے جھک کر سلام

اے مظہر مہر و وفا بابا قلندر اولیاءؒ

جام و سبو و میکدہ ، بابا رہے قائم سدا

اِک جام اِدھر بھی ساقیا بابا قلندر اولیاءؒ

مرشد مرے وارث علیؒ ، نسبت بھی تم سے ہے دِلی

ہے ایک ہی تو سلسلہ بابا قلندر اولیاءؒ

نظر جالنوی

## حقیقت کی ضیاء

معرفت کے رہنما بابا قلندر اولیاءؒ

ہیں حقیقت کی ضیا بابا قلندر اولیاءؒ

دامنِ اُمید بھر دیتے ہیں اپنے فیض سے

صاحبِ جودو سخا بابا قلندر اولیاءؒ

بس گئے دل میں ، سمائے ہر نگاہِ شوق میں

صاحبِ صدق و صفا بابا قلندر اولیاءؒ

میکدے کے سارے رندوں کی یہی ہے التجا

جام عرفاں ہو عطا بابا قلندر اولیاءؒ

بے گماں بالیقیں ہوتی ہے منظور خدا

جو تمہاری ہو رضا بابا قلندر اولیاءؒ

ہو طفیلِ سرورِ کونینؐ مجھ پر بھی کرم

بس ہے اتنی التجا بابا قلندر اولیاءؒ

اوج پر آجائے گی واللہ تقدیر نظرؔ

تم جو ہو جلوہ نما بابا قلندر اولیاءؒ

## محمد انیس حجازی

جناب محمد انیس حجازی کی ولادت ۱۵ مئی ۱۹۷۲ء شاہ کوٹ ضلع شیخوپورہ میں ہوئی۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور سے اردو اور ایجوکیشن میں ایم اے کی ڈگری حاصل کی۔ تصوف اور روحانیت سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ کرکٹ وہاکی سے لگاؤ ہے، کلاسیکل و نیم کلاسیکل موسیقی شوق سے سنتے ہیں، ادب سے خصوصی لگاؤ رکھتے ہیں۔

حضور قلندر باباولیاءؒ اور حضرت باباتاج الدین ناگپوریؒ کی شان میں اب تک ۲۷ مناقب تحریر کر چکے ہیں۔ ۲ نعتیں اور ۱۲ مختلف موضوعات پر سنجیدہ و مزاحیہ نظمیں تحریر کیں۔ ستمبر ۱۹۹۷ء سے لاہور کے ایک معروف تعلیمی ادارے میں اُردو کے سینئر اُستاد کی حیثیت سے خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

---

### منم محو خیالِ اُو

جس نے رُوئے حضورؒ دیکھا ہے
اُس کو ہم نے مسرور دیکھا ہے
میں سراپا سکون ہوتا ہوں
جب بھی سُوئے حضورؒ دیکھا ہے
ہم کسی روشنی کو کیا جانیں
جب سے وہ کوہِ طور دیکھا ہے
آپؒ کے رحمدل سراپا میں
عکسِ ربِ غفور دیکھا ہے
اہلِ قلب و نظر غلام اُن کے
ان کو صدر الصدور دیکھا ہے

دستِ شفقت اُنہی کا ساتھ رہا

جب بھی اپنوں کو دور دیکھا ہے

آپ کی آنکھ کی لہروں میں انیسؔ

ہم نے کیف و سرور دیکھا ہے

---

## نگاہِ التفات

اِک قلندر نے جو فرمائی نگاہِ التفات

ہوگئے فوراً عیاں راز و رموزِ کائنات

حاملِ علمِ لدّنی ، واقفِ اسرار کن!

وہ تو ہیں اِک حاکمِ کروبیانِ شش جہات

جب زمیں والوں کو جھوٹے فلسفوں پر ناز تھا

آگیا میدان میں وہ بندۂ مولد صفات

کن کے پردے میں جو تھا لوح و قلم میں لکھ دیا

کر دیا سب پر عیاں ، کیا ہے نفی اور کیا ہے ثبات

اے کہ تو شہباز ہے اس آسمانِ زہد کا

تیرے پاؤں کے تلے پتھر کے سب لات و منات

تو ہے زندہ ترکہ تو قاصد خدائے زندہ کا

تیری رہ کی موت کیا فانی؟ نہیں ، عینِ حیات

ہاتھ پھیلائے ہوئے آئے ہیں یہ تیرے مزار
آپ کے دامنِ رحمت سے ملے مجھ کو زکوٰۃ
میں ہوں محتاج آپ کے لطف و کرم کا یا حضورؒ
غم ، پریشانی ، مصیبت سے ملے سب کو نجات
جو بھی آیا تیرے در پر شاد ہو کر ہی گیا
سبز ہو کر جا رہے ہیں آئے تھے جو سوکھے پات
سلسلہ جو آپ کا ہے وہ میری پہچان ہے
حضرتِ عظیمی کے ہاتھوں میں ہیں میرے بھی ہات
میں ہوں راتوں کو تڑپنے والا وہ بسمل انیسؔ
تیری یادوں کا سہارا ہے مری یہ باقیات

---

## نگاہِ مومن

میرے تخیل کی ہے روش یہ کبھی کہیں نہ قرار کرنا!
کہ اپنی دنیا سے جاں چھڑانا کسی کی دنیا سے پیار کرنا
یہ سب ہیں اُس کے ، یہ سب ہے اُس کا ، مگر یہ قانون کون جانے؟
کسی کو بے اختیار کرنا ، کسی کو با اختیار کرنا
مجھے غرض اُس نماز سے کیا کہ جس میں واجب ہو مقتدی پر
بجائے ''اس'' کے حضور ہونا ، ثواب و جنت شمار کرنا

تیری نظر کا کمال ساقی ، شرف یہ ہے میکدے کو حاصل
کہ اِک نظر میں ہزار اہلِ خرد کو محو خمار کرنا

نگاہِ مومن کے سامنے تو ہزار عالم کھلے ہوئے ہیں
یہ حورو غلماں ، یہ عرش و رضواں ، یہ من میں یزداں شکار کرنا

جو چلتے چلتے ٹھہر گیا میں تو ہاتفِ غیب نے بتایا
کہ عقل مائل جو راہ میں ہو تو دینِ عشق اختیار کرنا

نوازشات ہزار اُس پر فریفتہ ہوں ، زمانہ دیکھے
جو قطرہ تجھ میں ملے تو اس کو سمندرِ بے کنار کرنا!

تجھی سے نسبت ، یہی محبت ، یہی ضرورت ہماری لیکن
کہاں کا انصاف ہے بتائیں ہمیں یہاں بے قرار کرنا؟

جو تیرے دامن میں آگئے ہیں ، حیاتِ ابدی وہ پا گئے ہیں
خزاں کے سوکھے سے زرد پتوں کو رشکِ فصل بہار کرنا

ہزار روحیں تڑپ رہی ہیں ، حیاتِ ابدی وہ پا گئے ہیں
نگاہِ آفریں کا صدقہ نظر ذرا ایک بار کرنا!

وہ آشنا میرے من کے بھی ہیں ، وہ باخبر میرے تن سے بھی ہیں
مگر یہ کہنا انیسؔ حاضر ! حضور جب پیش یار کرنا

---

## قلندر شعور

ترا جسم جان جہان ہے ، تری روح تجلی طور ہے
تیری ذات مظہر مصطفیؐ، تُو تو اِک سراپائے نور ہے
نہ جہان میں کسی اور سے ، کبھی دل کی بات میں کہہ سکا
وہ ہیں تاجدارِ قلندراں ، مری عرض اُن کے حضور ہے
یہ وجود ظاہری مکر ہے ، مری اصل کیا ہے خبر نہیں
میں بھی ایک نسمہ نور ہوں ، تُو بھی ایک نسمہ نور ہے
جونہی پیش اپنے گناہ کئے ، تو فلک سے آنے لگی صدا
تو قلندروں کا غلام ہے ، تجھے بخشنا ضرور ہے
میں بھٹک کے راہ میں رہ گیا ، ترے مرتبے کو نہ پا سکا
تری نظر پاک تھی ہر طرف ، یہ حضور میرا قصور ہے
ہوں نوازشات ہر ایک پر ، نہ ہو قید مذہب و دیس کی
کہ ہر اک کا ''اس '' سے ہے رابطہ ، یہ قلندروں کا شعور ہے
اے انیسؔ منتظر کرم ، کرو التجا کہ رہے بھرم
تو ہے ایک بسمل نیم شب ، مگر آستانے سے دور ہے

---

## حاملِ علم لدنی

سوئے منزل کبھی مشکل جو مقام آتا ہے

خود بخود لب پہ قلندر کا ہی نام آتا ہے

حاملِ علمِ لدنی ترے افکار بلند

ہر مصیبت میں ترا نام ہی کام آتا ہے !

میرے آقا ، میرے خواجہ ہیں میرے شمس الدین

اولیاء کی صفِ اول میں یہ نام آتا ہے!

من کی تاریکیاں جب پیش کروں اُن کے حضور

پھر اُترتا ہوا روشن یہ کلام آتا ہے !

کیوں نہ افلاک کی ہر راہ میں تعظیم ملے

مرا خواجہ کے غلاموں میں جو نام آتا ہے!

"میں خدا ہوں تو ہدایت کا بھی جاری ہے نظام"

لوحِ محفوظ سے اکثر یہ پیام آتا ہے!

منقبت لب پہ ہے ، کشکول عظیمی تھامے

شان دیکھو یہ قلندر کا غلام آتا ہے!

ایک مشعل سے کئی مشعلیں جلتی ہیں انیسؔ

دستِ ساقی سے یہ ہوتا ہوا جام آتا ہے!

## کریم بلالؔ

جناب کریم بلال کا اصل نام کریم بخش ہے۔ وہ کراچی میں ۳۰ جولائی ۱۹۶۰ء میں پیدا ہوئے۔ انٹر اُردو کالج سے کیا۔ ٹی وی کے کئی ڈراموں میں کام کر چکے ہیں۔ پہلی نظم نئی امنگ کے عنوان سے میٹرک کے دور میں کہی تھی۔ شاعری میں علامہ اقبال اور مرزا غالبؔ سے متاثر ہیں۔ مادری زبان بلوچی ہے لیکن اُردو زبان میں بہت سی غزلیں اور نظمیں کہہ چکے ہیں۔ مرکزی مراقبہ ہال کراچی میں ۱۹۹۳ء میں منعقد مشاعرے میں اپنے کلام پر خوب داد پائی اور بقول عارف شفیق مشاعرہ لوٹ لیا۔

اپنے کلام کی اصلاح کے لئے ن م دانش اور محمد اسماعیل صاحب سے رجوع کرتے ہیں۔ کھیلوں میں فٹبال پسندیدہ کھیل ہے۔ اس کے علاوہ باکسنگ میں بھی کئی اعزازات حاصل کر چکے ہیں۔

---

### عظیم رب کی نعمت

جب رنگ بدلے
سہانا موسم
صبح سویرے کی سفری زحمت
عجیب لطف و کرم کی رحمت
کہ رات پھر دل نے سوچا
چلیں اُن آنکھوں کو دیکھ آئیں
بدلتی ہے جن سے دل کی قسمت
کبھی جو اُن کا مزاج بدلے
تو زندگی کا نظام بدلے !۔۔
چلیں اُن کے قدموں پر

اُسی کے جلوے ہیں سارے پیکر
اُسی کی مسجد اُسی کے معبد
ہر اک شے کا مالک ہے ذاتِ اکبر
ازل کو ذاتِ احد نے سوچا
نہاں ہوں خود کو عیاں میں کر دوں
سکوت میں ہے یہ سارا عالم
سکوت کو میں بیاں کر دوں
احد نے خود سے بنایا احمد
پھر اُس کو اپنا جمال بخشا
اور رحمتوں کا کمال بخشا

سر کو رکھ کر
خدائے ازل سے
قرار مانگیں، سکون مانگیں!
خزاں رسیدہ یہ زندگی ہے
بہار مانگیں!

اُنہی کی رحمت کی روشنی ہے
عظیم رب کی عظیم نعمت
قلندرانہ جلال لے کر
اِک سورج جو جلوہ گر ہے
نور و شمس و ساغر و قمر ہے

خدائے واحد ہے ذاتِ اکبر

---

## محورِ حق و آگہی

رہبر منزل تمہی قلندر بابا اولیاءؒ
عکسِ اوصافِ نبیؐ قلندر بابا اولیاءؒ
حرکتِ لوح و قلم جنبشِ نفسِ حیات
ربطِ خالق کی سعی قلندر بابا اولیاءؒ
رازِ منِ حبل الورید ، واقف اسرارِ کن
دانائے امر ربّی قلندر بابا اولیاءؒ
جس لمحہ وارد ہوا شانِ الست بربکم
خود سے ہوئی آگہی قلندر بابا اولیاءؒ
عرس کا میلا لگا ہر نفس شاداں ہوا
مل گئی قلبی خوشی قلندر بابا اولیاءؒ

اس عظیمی کارواں کے خواجہ ہیں روحِ رواں
محورِ حق و آگہی قلندر بابا اولیاءؒ
عصر حاضر میں بلالؔ ہر طرف تھی تیرگی
بن کے آگئے روشنی قلندر بابا اولیاءؒ

---

## سُھبءِ ازَل

سُھب ءِ ازل ءِ راز توئے
اللہ ءِ آواز توئے
دارھیں جان ءَ چہ دیم ءَ
بال کن ئے شاھباز توئے
جاہ جنے قلبانی تا آءِ
روح ءِ نی پرواز توئے
دارھیں سوچ و فکرانی
انجام توئے آغاز توئے
گوشی بلالؔ وش گالیں
منی ساھانی ساز توئے

ترجمہ:

صبحِ ازل کا تو راز ہے۔ کن فیکون کی آواز بھی تو ہے۔ کائنات میں جتنے نظام ہیں تو سب سے آگے اُڑتا ہوا شہباز ہے۔ تو سالکین کے دلوں کے اندر گھر کر لیتا ہے اور اُن کی روحوں کو پرواز کی قوت عطا کرتا ہے۔ جتنی بھی سوچیں اور فکر کی طرزیں ہیں ان سب کا انجام بھی تو ہے، آغاز بھی تو ہے۔ میٹھا شعر کہنے والا بلالؔ کہتا ہے، میری سانسوں میں تیرا نام بسا ہے۔

---

## جمالِ قلندر

دیدہ زیب جمال قلندرؒ

شانِ ذوالجلال قلندرؒ

عفت اُس کی روز و شب میں

عزتِ ماہ و سال قلندرؒ

تیرے ہی فیض کے چشمے ہیں

سارے مراقبہ ہال قلندرؒ

مجھ جیسے ناچیز کو بھی

کر دے صاحبِ حال قلندرؒ

تیرے نام کے لیتے ہی

ٹوٹا شک کا جال قلندرؒ

گروں نہ فکرِ دنیا میں

عطا ہو عشقِ بلالؔ قلندرؒ

---

## عشق کی کمند

سب کا درد مند قلندرؒ

"شہر بلند" کا بلند قلندرؒ

یقیں کا اک طوفان اُٹھا کر

توڑ دے شک کے بند قلندرؒ

عقل کے اُڑتے پنچھی پر

عشق کی ڈال کمند قلندرؒ

محمد عظیم برخیاؔ ہے

سب کا من پسند قلندرؒ

سپنوں میں صورت دکھلائی

من میں بسا آنند قلندرؒ

اپنے بلالؔ کو ساغر سے

قطرے پلا دے چند قلندرؒ

اشفاق عنبر

## شجر سایہ دار

قرآنی اظہار قلندرؒ

وحدت کا پرچار قلندرؒ

رحمت کے آثار قلندرؒ

آقا ہیں سرکار قلندرؒ

فیض کا دربار قلندرؒ

اک عالی کردار قلندرؒ

خواجہ کا دلدار قلندرؒ

کروادو دیدار قلندرؒ

ممنوں کوئے یار قلندرؒ

مثل لالہ زار قلندرؒ

ہر مفلس کا یار قلندرؒ

اچھا خدمت گار قلندرؒ

ہے تیرا معمار قلندرؒ

یہ سارا سنسار قلندرؒ

عنبرؔ کی سرکار قلندرؒ

میں ترا بیمار قلندرؒ

# تیرے جلوے

چار چو فیرے تھاں تھاں دے وچ تیرے جلوے ویکھاں میں
کیسی ہستی بابا جی سَن شام سویرے سوچاں میں
اُچیاں نیویاں راہواں چوں پھڑ کے پار گنگا نویں تُوں
تیری قدماں دی مٹی چوں سچے موتی پھولاں میں
ازلاں دی اک ڈاہڈی خواہش جیہڑی پوری ہوندی نئیں
ذکر تیرا لَب تے آوے جس ویلے وی بولاں میں
میرے آل دوالے روشن تیری یاد دے دیوے نیں
ہر پاسے مینوں توں دِسیں جدھر جھاتی پاواں میں
وَن سونیاں گلاں سُن کے ذہنی تختی پوچ لئی
تیریاں گلاں تیریاں شاناں ، لیک کدے نہ پوچاں میں
تیری ذات توں علم سمندر ، جو پڑھیا جو سکھیا اے
اینج دا کیتوں ہور نہ ملیا ، پڑھیاں لکھ کتاباں میں
ڈگدا ، ڈیندا ، ٹھیڈے کھاندا ، بحر غماں دے ڈونگے میں
تیرے بُوہے لے آواں سوچاں ، سدھراں آساں میں
بابا جی دی سول اُتے عنبرؔ سیس نوا دے گا
پیراں دے وچہ گھنگر و بنھ کے ، نچ کے یار مناواں میں

---

# بحرِ بیکراں

رہنمائے سالکاں بابا قلندر اولیاءؒ

بادشاہِ عارفاں بابا قلندر اولیاءؒ

ہمنوائے قدسیاں بابا قلندر اولیاءؒ

ہیں ہمارے مہرباں بابا قلندر اولیاءؒ

تیرے فیضانِ نظر کی بات ہر اِک لب پہ ہے

بھر دیں سب کی جھولیاں بابا قلندر اولیاءؒ

جن کے گھر سے سب نکلتے ہیں کرم کے سلسلے

ہیں وہ بحر بیکراں بابا قلندر اولیاءؒ

کوئی بھی سائل نہ لوٹے اُن کے دَر سے بے مراد

ہیں وہ فخرِ بے کساں بابا قلندر اولیاءؒ

اُن کو اِک شیریں بشارت دے کے کرتے ہیں نہال

ہیں جو غم کی داستاں ، بابا قلندر اولیاءؒ

عاصیوں کو ایسے سینے سے لگا لیتے ہیں وہ

بچوں کی ہو جیسے ماں بابا قلندر اولیاءؒ

دہر کے ظلمت کدے میں تھا دِل عنبرؔ حزیں

ہے کرم سے شادماں بابا قلندر اولیاءؒ

---

# شمعِ بزمِ اولیاءؒ

شمعِ بزمِ اولیاء بابا قلندر اولیاءؒ

یعنی فخرِ اتقیاء بابا قلندر اولیاءؒ

تنویرِ دینِ مصطفیٰ بابا قلندر اولیاءؒ

رُوح کو بخشیں جلا بابا قلندر اولیاءؒ

اہلِ نظر کے واسطے سُرمہ ہے ان کی خاکِ پا

ہر سمت ان کا غلغلہ بابا قلندر اولیاءؒ

بے ثباتی ، بے کسی چھائی ہوئی ہے ہر طرف

سُن لے ہم سب کی صدا بابا قلندر اولیاءؒ

میکدہ عظیمیہ کے مے کشو دیکھو ذرا

کرتے ہیں ساغر عطا بابا قلندر اولیاءؒ

کس لئے بپھری ہوئی موجوں سے گھبرائیں بھلا

ہیں ہمارے ناخدا بابا قلندر اولیاءؒ

سب آپ کا فیضان ہے یہ جو بھی کچھ مُجھ کو ملا

میں ورنہ اس قابل نہ تھا بابا قلندر اولیاءؒ

اشفاق عنبرؔ پر بڑا یہ آپ کا احسان ہے

ہے وہ مصروفِ ثناء بابا قلندر اولیاءؒ

---

# پیرِ طریقت

(اس منقبت کے آٹھ اشعار کے مصرعہ ہائے اولیٰ کے پہلے حروف سے نام محمد عظیم بنتا ہے جبکہ دوسرے مصرعوں کے پہلے حروف سے نام شمس الدین بنتا ہے)

مجھ پر مرے وجود کا اِک باب وَا ہوا
شوقِ نظارہ دل میں ہے میرے بَسا ہوا
حق نے عطا کیا ہے وہ عرفانِ ذات کا
مقصد سمجھ میں آگیا اس کائنات کا
مسحور ہیں بلاغت و اوجِ خیال سے
سینوں میں دِل دھڑکتے ہیں رُعبِ جمال سے
دشتِ جُنوں میں آپ سے رہبر ملے ہمیں
اِس بحرِ بیکراں کے شناور ملے ہمیں
علم و ہنرِ میں آپ سے بڑھ کر نہیں کوئی
لُطف و کرم میں آپ کا ہم سَر نہیں کوئی
ظلمت کدے میں شمع ہدایت بھی آپ ہیں
دُنیا میں آج پیرِ طریقت بھی آپ ہیں
یہ دِن جو آج روشن و تاباں ہیں دوستوں
یہ اس لئے کہ آج وہ مہماں ہیں دوستوں
مصروفِ مدح خواجہ ہوں عنبرؔ میں بزم میں
نازل ہوئے ہیں مجھ پہ مضامین نظم میں

## منیر حسین صدیقی

جناب محترم منیر حسین صدیقی ۱۵ اکتوبر ۱۹۷۵ء میں پیدا ہوئے۔اُردو ادب میں گریجویشن کیااور آج کل ماسٹر کر رہے ہیں۔بنیادی طور پر نثر نگار ہیں اور روحانی ڈائجسٹ کے شعبہ ادارت سے وابستہ ہیں۔ناول، تحقیقی مضامین، تراجم، سائنس فکشن اور کئی کہانیاں تحریر کر چکے ہیں جو روحانی ڈائجسٹ کے علاوہ دیگر اخبار ورسائل کی زینت بھی بنتی رہتی ہیں۔روحانی ڈائجسٹ میں چار سلسلہ وار کہانیاں شائع ہو چکی ہیں۔شعر و سخن سے بھی دلچسپی ہے۔غزل اور قطعہ نگاری میں طبع آزمائی کی ہے۔

---

### باخدا ہیں آپؒ

میرے ہمنوا و پیشوا اور ناخدا ہیں آپؒ
میں ہوں کمترین و ناتواں اور باخدا ہیں آپؒ
اس راہِ سنگ و خار میں مرے آسرا تم ہی
میرے پاسبان و رہنما اور منتہٰی ہیں آپؒ
اس ذات کے عَمق میں گر جھانکا ہے کبھی
جاگزیں و رونما اور جا بجا ہیں آپؒ
نازش کون و مکان اور نکہتِ مہر و وفا
تزئینِ وقار اور صدق و صفا ہیں آپؒ
اہل نظر کا انتخاب اہلِ ورع کی آرزو
عکسِ رسولِ پاک میں جلوہ نما ہیں آپؒ
کچھ کیفؔ کے غموں کا مداوہ بھی کیجئے
میرے آسرا و سائباں اور غم کشا ہیں آپؒ

---

## پرتوِ احمدؐ

تم کاروانِ عشق کے رہنما ٹھہرے
اِسرار کائنات سے تم آشنا ٹھہرے

آئینہ حسنِ خدا و وصفِ شہ انبیاءؐ
اہلِ نظر اہلِ ورع اہلِ وفا ٹھہرے

مصدرِ فکرِ نبیؐ ، نقشِ گامِ اولیاءؒ
تم حضرتِ خیر الوریٰؒ کے دلربا ٹھہرے

اوجِ کمال عاشقی ، ہم میں کہاں اے برخیاؔ
لیکن تمہارے آستاں کے ہم اِک گدا ٹھہرے

میں پیکرِ کیفؔ و سکوں کا ذرّۂ بے نام
تم پرتو احمدؐ ، جمالِ مصطفیٰؐ ٹھہرے

## نوآموز شعراء کا نذرانۂ عقید تبحضور قلندر باباولیاءؒ

### سنگِ آستاں

مرا ذوق سجدہ ریزی مجھے لے گیا کہاں تک
کبھی اُن کے نقشِ پا تک کبھی اُن کے آستاں تک

یہ خیال تھا کہوں گا غمِ دل کا ماجرا میں
تیرے رُوبرو جو آیا نہ کھلی مری زباں تک

مرا قصۂ محبت تری ذات پاک سے ہے
کوئی کسی طرح نہ پہنچے مرے غم کی داستاں تک

میری حسرتیں ہی کیا تھیں ، مری کوششیں ہی کیا تھیں
میں ترے کرم سے پہنچا ترے سنگِ آستاں تک

ہیں قدم قدم پہ صدمے ، ہیں نفس نفس حوادث
ہے وفا کا پاس محمودؔ ، نہیں لب پہ جو فغاں تک

ڈاکٹر سہیل محمودؔ کراچی

---

### تنویر حسن اُخریٰؒ

حیاتِ فقر میں تصویر حسن اُخریٰ کی ملی
کتابِ زہد میں تفسیر حسن اُخریٰ کی ملی

چلا ہے منزلِ جانب توحید میں جو بشر

شعورِ نوع کو یہ تنویر حسن اُخریٰ کی ملی

میری حیات تو وابستہ ہے درِ خواجہ سے

وجودِ خواجہ میں تصویر حسن اُخریٰ کی ملی

تیری حیات کے دامن کو تھام رکھا ہے

صراطِ حق کو یہ تقدیر حسن اُخریٰ کی ملی

جو مسکرائے خواجہ فضا میں رنگ بکھرے

جو تھم گئے تو تصویر حسن اُخریٰ کی ملی

جو چل رہا ہے خود اپنی تلاش میں عآمر

اس کی فکر میں یہ تاثیر حسن اُخریٰ کی ملی

عآمر غنی۔کراچی

---

## نیرنگیٔ خیال

انسان کی ہر خواہش رنگوں سے مزیّن ہے

رنگوں کا ہر ذرّہ جسموں سے مزیّن ہے

اِس پرت کو توڑو گے ، اُس پرت کے اندر پھر

صدیوں کی حقیقت ہے جنموں سے مزیّن ہے

قدرت نے بنایا ہے ہر چیز کو رنگوں سے

پتھر بھی گلابوں کے رنگوں سے مزیّن ہے

اِک ریت کے ذرّے کو جب غور سے دیکھو گے

محسوس یہی ہوگا ، شیشوں سے مزین ہے

ہر چیز ہمیں دیکھے ، ہم دیکھتے ہیں جیسے

ہر چیز ہماری طرح آنکھوں سے مزین ہے

دِن چلتے ہوئے راتیں ، صحرا کی ہیں یخ بستہ

ثابت یہ ہوا گرمی ، قطروں سے مزین ہے

باباؒ کی یہ باتیں ہیں جو شادؔ نے سیکھی ہیں

ہر لفظ کا راز اُن کے معنوں سے مزین ہے

برکت حسین شادؔ۔اسلام آباد

---

## پالن ہار

محبوب مٹھل من ٹھار بابا

میں باندی دے سردار بابا

مینڈی اکھیاں رو رو تھکیاں ہن

دیو درشن چاھک وار بابا

مینڈی جندڑی درد دا تھل ماہرو

ھِن سکھاں دے گلزار بابا

مینوں بُھلے حیاتی دے غم سارے

جدوں بنیا اے غمخوار بابا

سوہنے پاک رسولؐ دے سنگتی نیں

نالے پالن ھاردے یار بابا

میں ککھوں ہولے اختر لئی

ھِن جنت تے باغ بہار بابا

اختر علی

---

## نظرِ حسن اُخریٰ

ہے غلغلہ اسلام کا ہر سمت و لیکن

ملتا نہیں مجھ کو کہیں وہ بندۂ بیدار

جس کی چلن شورش و طوفان طلبی سے

پیدا رمقِ زندگی پیکرِ کردار

اُس بندۂ آزاد کا کیا ہو تجھے ادراک

تُو ہے فقط بحث و مناظر میں گرفتار

باریشی و دستار و تزئین تیرا اسلام

باطن سے حذر ہے تجھے ظاہر کا طلب گار

بے رزمِ دُروں تیغ و تبر ساز و سپر کیا

افسوس تہی ضربت کاری سے تیرا وار

اے پیرِ حرم تُو ہی بتا کیا تیری تبلیغ

اِک بندۂ مومن بھی نہیں تجھ سے ہوا تیار

تو بھی کبھی وہ نظر حسن اُخریٰؒ طلب کر

عاصیؔ کو دیا جس نے دِل برسرِ پیکار

قاسم عاصیؔ۔حیدرآباد

---

## بگڑی بنادیں

اس در سے نہ ٹھکرائیں

ہم آپ کے خادم ہیں

بابا ہمیں نہ ٹالیں

ہم آپ کے خادم ہیں

نادار ہیں ، بے کس ہیں

دنیا کے ستائے ہیں

غمگیں ہیں ، رُسوا ہیں

تقدیر کے مارے ہیں

للہ کرم کر دیں

ہم آپ کے خادم ہیں

بگڑی کے بنانے میں

تاخیر نہ فرمائیں

سنتے نہیں آخر کیوں

اس در سے کہاں جائیں

کچھ رحم تو فرمائیں

ہم آپ کے خادم ہیں

رحمت کی نظر ہم پر

ہو شافعِ محشرؐ کی

اے کاش ! ہمیں حاصل

قربت ہو قلندرؒ کی

قسمت کا سہارا دیں

ہم آپ کے خادم ہیں

اپنی ہی خطاؤں سے

ہیں قعرِ مذلّت میں

لیکن یہ مصیبت کیوں

بابا کی رفاقت میں

ہم کس سے مدد چاہیں

ہم آپ کے خادم ہیں

رفاقت علی زیدی(مرحوم)۔نواب شاہ

---

## دامنِ برخیاؒ

نعمت دو جہاں کی طلب ہے اگر
دامنِ برخیاؒ میں چلے آیئے
ان سے الفت محبت عقیدت ہو گر
بے سکوں زندگی کا سکوں پایئے
میرے باباؒ کا عرسِ مبارک ہے آج
لوٹنے آج گنجِ سخا آیئے
حاضری کی سعادت اگر مل سکے
سرنگوں آیئے چشم تر لایئے
چاہتے ہو جو دنیا میں حفظ و اماں
دامنِ برخیاؒ میں چلے آیئے
عرسِ باباؒ میں لائے خدا تو حفیظ
دولتِ دو جہاں مفت ہی پایئے

حفیظ الرحمان ناگپوری۔ کراچی

---

## درِ میخانہ قلندر

در میخانہ قلندرؒ بجز ایں نمی بینم نمی بینم
کہ رِند محوِ نوش است بجز ایں نمی بینم نمی بینم

رقصم درخمستان یک بار از شوق نوش
چہ بینم کہ مئے روشنی است بجز ایں نمی بینم نمی بینم
قابلِ دید بود جود و کرم تیرا اے ساقی!
کہ گرفتہ بود جامِ رندِ خراباتی بجز ایں نمی بینم نمی بینم
چو میخوار نوشید یک جرعہِ شراب
عقل و خرد رفت کجا ؟ بجز ایں نمی بینم نمی بینم
قبل دیدم بسیار میخانہا و ساقیان را عظیمیؔ
ولے تاہنوز مانند ساقی و میخانہ ترا نمی بینم نمی بینم

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ۔ کوٹ ادّو

---

## اپنا بنالو باباؒ

عرصۂ قید حوادث سے چھڑالو باباؒ
ہم کو بھی اپنے گداؤں سا بنا لو باباؒ
راہ دشوار ہے ہر سُو ہے اندھیرا چھایا
مجھ کو راہوں میں بھٹکنے سے بچا لو باباؒ
ٹھوکریں کھائی ہیں اتنی نہیں اُٹھنے کی سکت
بے سہارا ہوں کہ پستی سے اُٹھا لو باباؒ
کیسے اظہار کروں دل کو نہیں ہے یارا

اب تو بس نظر کرم حال پہ ڈالو باباؒ

ڈوب جائے نہ کہیں کشتی ہستی میری

آیا طوفانِ بلا مجھ کو سنبھالو باباؒ

اپنے احسانِ مسلسل پہ ، ولی آلِ علیؓ

ہم گنہگار حقیروں کی دعا لو باباؒ

عارفہ کو تو فقط ایک تمنا یہ ہے

اپنا کہہ کر مجھے بس اپنا بنا لو باباؒ

عارفہ خان۔کراچی

---

## پتھر کو بھی ہیرا کر دے

جگمگ جگمگ نام قلندرؒ

فیض ہے تیرا عام قلندرؒ

جی یہ چاہے پیتا جاؤں

دیتا جائے جام قلندرؒ

پیار ، محبت اور سچائی

ہے تیرا پیغام قلندرؒ

پتھر کو بھی ہیرا کر دے

دے کر اپنا نام قلندرؒ

تیرے صدقے ہی ہوتے ہیں

میرے سارے کام قلندرؒ

نور کی کرنوں میں لپٹی ہے

ستائیس کی شام قلندرؒ

اسلم ندیم ناز۔پشاور

---

## جامِ ہستی

جامِ ہستی ، نظرِ مستی ، بزمِ من ، شعرو سُخن

نثر میں ہے رنگ و نُور ، شعر روح کا پیرہن

واقف کن فیکون ، نور میں ہیں غوطہ زن

حاملِ علم لدنی ، سنتِ رب میں مگن

تانبے کو سونا بنانا فکر کا ہے عام فن

اِک منظر میں جل اُٹھے دل بن کر شمع کی کرن

چاہیے بس ایک ذرا فقر کا پیٹرن

تیرے ایک اشارے سے تسخیر ہو کوہ و دمن

تیری نگاہِ فیض سے بگڑے گئے کتنے بن

مجھ تشنہ پر بھی نظر ہو ، بنجر ہے دل کا چمن

محمد صلاح الدین۔کراچی

---

## روشن ضمیر

خالی کوئی گیا ہے نہ در سے امیر کے
کاسے میں ڈال دیجئے کچھ تو فقیر کے

ملتی ہے جس کے در سے خدا کی خدائی بھی
دیوانے ہم بھی ہیں اُسی روشن ضمیر کے

اس زندگی پہ ناز کرے گی یہ کائنات
آجائے موت بھی میری دامن میں پیر کے

کس کا کرم ہے دیکھ لے بے دست و پا نہیں
سائے میں زندگی ہے میری دستگیر کے

دیتا ہے جو زمانے کو زآہد اُسی سے مانگ
پیچھے نہ بھاگ ہاتھ کی اُلٹی لکیر کے

محمد زآہد

---

## ستاروں کی ضیاء

زینتِ باغ حبیبانِ محمد مصطفیٰؐ
منبع کرم شاہِ جودو سخا
صاحبِ نظر بے مثلِ مردِ خدا

خوش رو خوش خصائل خوش ادا

سرو قامت چھریرے باحیا

شیخ کامل ، چشمہ رشد و ہدیٰ

اسلام کا داعی بے باک رہنما

روحانی سائنس داں علم کا دریا

آسمانِ وِلایت کے ستاروں کی ضیاء

پیکرِ انسانیت مجسمہ مہرو وفا

یتیموں بے کسوں کا آسرا

جن کے دَر سے فیض یاب شاہ و گدا

ہمارے پیر و مرشد ہمارے رہنما

ابدالِ حق مردِ قلندر محمد عظیم برخیاؒ

ایم مصطفیٰ

---

## عارفوں کے مقتدا

معرفت کے رہنما ، بابا قلندر اولیاءؒ

یعنی فخرِ اولیاء ، بابا قلندر اولیاءؒ

سیر میں مصروف یہ صحن چمن میں کون ہے

بولی پھولوں سے صباء، بابا قلندر اولیاءؒ

آج بھی دیکھے کوئی چشمِ بصیرت سے اگر
ہر قدم پر رہنما ، بابا قلندر اولیاءؒ
کلِ عظیمی محفلوں میں بس یہی ہے گفتگو
بے کسوں کے آسرا ، بابا قلندر اولیاءؒ
اُن کے نقشِ پا سراغِ منزل روحانیت
عارفوں کے مقتدا، بابا قلندر اولیاءؒ
قلزمِ غم میں مری کشتی کو اب خطرہ ہے کیا
ہیں ہمارے ناخدا ، بابا قلندر اولیاءؒ
نیکیٔ اعمال کی مجھ کو خدا توفیق دے
ہے نعیمؔ اب آپ کا ، بابا قلندر اولیاءؒ

محمد نعیم

---

## شانِ اتقیا

روحانی دنیا کے نگیں
وابستہ ذہن و یقیں
ہیں حاصلِ دنیا و دیں
اظہارِ شانِ ا تقیا
قلندر بابا اولیاءؒ

خلوت میں ہیں خنداں دہن

جلوت میں فیضِ جان و تن

ہیں شارحِ روح و بدن

قرار جان اصفیاء

قلندر بابا اولیاءؒ

شمس الدین عظیمی کی ردا

سارے بزرگوں سے نرالے پیشوا

علم لدنی کا خزانہ دے دیا

پَر کارِ آنِ اغنیاء

قلندر بابا اولیاءؒ

خان عارف داؤدزئی

---

## راہِ حق کا نشاں

کیسے کروں آپ کی شان بیاں ، قلندر بابا اولیاءؒ

نہیں حاصل مجھے ایسی زباں ، قلندر بابا اولیاءؒ

آپ کی ذات سے اگرچہ مجھے ہے فیض حاصل

نہیں کر سکتی مگر آپ کی ذات عیاں ، قلندر بابا اولیاءؒ

راہِ حق کی جستجو ہوگی جسے بھی حاصل

ملے گا اُسے بھی آپ کا نشاں ، قلندر بابا اولیاءؒ

اللہ کا کرم مجھ پر ، آپ کا فیض مجھے حاصل

جبکہ میں ہوں کمسن و ناداں ، قلندر بابا اولیاءؒ

جب تک میرے جسم میں قائم ہے سانس کا رشتہ

روحانیت کے لئے میری جاں ، قلندر بابا اولیاءؒ

راحیلہ کشش سید۔ کراچی

---

## جامِ عرفاں

ہو حاصل نورِ نبیؐ ، یا قلندر بابا اولیاءؒ

اے حاملِ علوم غیبی ، یا قلندر بابا اولیاءؒ

پاتے ہو تم جامِ عرفاں اپنی نگاہوں سے

اے آفتابِ نورِ الٰہی ، یا قلندر بابا اولیاءؒ

بابِ سخاوت کھلتے دیکھے آپ کے دربار پہ

اے دلبر ناگپوریؒ ، یا قلندر بابا اولیاءؒ

عشق نبیؐ بھی کیجئے ہم کو عطا اے سخی

اے عاشقِ مولیٰ علیؓ ، یا قلندر بابا اولیاءؒ

سینہ ہے لبریز تمہارا قرآن کے انوار سے

اللہ کے تم سچے ولی ، یا قلندر بابا اولیاءؒ

ہو عطا جامِ محبت آج میرے قلب کو

بواسطہ مولیٰ علیؓ ، یا قلندر بابا اولیاءؒ

آرزو کرتا ہے سیفیؔ آپ کے دربار میں

ہو عطا عشق نبیؐ ، یا قلندر بابا اولیاءؒ

عاصم رحمانی نقشبندی سیفیؔ۔کراچی

---

## تکوین کے سالار

نام احمد کے ہیں انوار قلندر باباؒ

خالق زیست کے دلدار قلندر باباؒ

نور حق کے ہیں پرستار قلندر باباؒ

شہر ناسوت کا سنگھار قلندر باباؒ

شعبۂ تکوین کے سالار قلندر باباؒ

قوم مسلم کے غمخوار قلندر باباؒ

صوتِ سرمد کی ہیں جھنکار قلندر باباؒ

امر ربی سے ہیں سرشار قلندر باباؒ

تیرے جتنے بھی ہیں افکار قلندر باباؒ

چار سو اُن سے ہے مہکار قلندر باباؒ

میں تو تیرا ہوں طلبگار قلندر باباؒ

اور ہوتا نہیں انتظار قلندر باباؒ

سن لو جالبؔ کی یہ پکار قلندر باباؒ

اِس کو تجھ سے ہے بہت پیار قلندر باباؒ

محمد جمیل جالبؔ۔ شجاع آباد

---

## رَت جگوں کے خواب

گلشنِ وحدانیت کے گلاب ہیں قلندر بابا اولیا ءؒ

زمینِ کون و مکاں کے آفتاب ہیں قلندر بابا اولیا ءؒ

راہِ سلوک اُن کی نظر سے طے ہوتی ہے

نصابِ قلندری کے باب ہیں قلندر بابا اولیا ءؒ

آپ کے آستانے پر رضوان پیشانی ملتے ہیں

عشقِ محمدیؐ کی کھلی کتاب ہیں قلندر بابا اولیا ءؒ

مردہ دلوں کو زندہ کرتے ہیں اُن کے الفاظ

بارگاہِ خداوندی میں باریاب ہیں قلندر بابا اولیا ءؒ

اُن کے بچے حوضِ کوثر کے جام پیتے ہیں

گلشنِ اصفیاء کے گلاب ہیں قلندر بابا اولیا ءؒ

ذرّہ بھلا کیا لکھے گا اُن کی تعریف جوادؔ

مری رت جگوں کے خواب ہیں قلندر بابا اولیا ءؒ

جوآد علی شیخ۔ قصور

---

## رفعتِ آکاش

پھیلا رہا ہے جو روشنی وہ ہر سُو
فیض پا رہے ہیں اُس سے ہر رنگ و بُو
عظیمی سلسلہ جب سے جاری ہے
خدمتِ خلق میں گُم کائنات ساری ہے
یہ بھی عظیم برخیآ کا اِک فیضان ہے
ناسوت میں روح کو حاصل عرفان ہے
کھویا جب خالد سکوں کی تلاش میں
پایا عظیم کو رفعتِ آکاش میں

خالد راحت مشہدی۔ کراچی

---

## سرخیلِ طریقت

شہبازؒ لامکاں کے محبوب قلندر
رہتے ہیں عظیمی کی وہ روح کے اندر
عظیم برخیآ ہیں ، سرخیل طریقت
ملتی ہے اُن کے در سے کونین کی دولت

محبوبِ نبیؐ تم ہو ، زہراؓ کے چین ہو

حیدرؓ کے تم پیارے ، جانِ حسینؓ ہو

پروردۂ شہاب ، دُعائے تُرابؓ ہو

ہر لفظ ہے محبت ، ایسی کتاب ہو

راہِ سلوک میں جو ملے تجھ سا راہنما

مل جائے اُس بشر کو پھر آپ ہی خدا

پرسش جو میری ہوگی روزِ حساب کو

ڈھونڈیں گی میری آنکھیں بابا پھر آپ کو

زاہد نہ جائے تشنہ کام تیری بزم سے

محروم کوئی بھی نہ رہے تیرے علم سے

زاہد حمید۔سیالکوٹ

---

## یاقلندر باباؒ

آپ کے نام سے معطر فضا

یہ چاند ، پھول ، خوشبو ، صبا

کہتے ہیں سب مرحبا مرحبا

زمیں وآسماں میں ہے غلغلہ

یا قلندر بابا اولیاءؒ ، یا قلندر بابا اولیا ءؒ

آپ کے نام ک اروشن دیا

جن وانس کے دل میں جلا

آپ کے درسے جو وابستہ ہوا

پکار اُٹھا وہ یہ برملا

یا قلندر بابا اولیاءؒ ، یا قلندر بابا اولیاءؒ

قندیلِ حق نُزہتؔ تُو جلا

روشن کر پھر دیئے سے دیا

رابعہ نزہتؔ۔اسلام آباد

---

## نذرانۂ عقیدت

ہے سکوں جہاں کا چھپا ہوا

وہ ترے احاطے میں رکھا ہوا

میں کیوں دربدر رہوں بے قرار

ہے تیرے ہی در پر میرا قرار

اپنا درد سب سے چھپالوں میں

تیرے در پر حاضر ہو کے میں

سارا بھید اپنا میں کھول دوں ۔۔۔تو میرے وجود میں بے پناہ

اِک سکون کی دولت سما جائے

اور ترے قدموں پہ رکھ کے سر

میں جہاں کے غم بُھلا کے یوں

اک ماں کے روپ کو دھار لوں

ذرا بے نیاز ذرا ہوش مند

کعبۂ دل اپنا بنالوں میں۔۔۔ تیری ایک جھلک میں دیکھ کر

خود نور کی چادر اوڑھ لوں

سیدہ کوثر سلطانہ۔ کراچی

---

## دربار قلندر باباؒ دا

اللہ ، نبیؐ دا ہے راج دلارا

مولا علیؓ دی اکھیاں دا تارا

بابا تاج الدینؒ دا پیارا

رتبہ اُچا بے شمار قلندرؒ بابا دا

شالا وسدا رہوے دربار قلندر باباؒ دا

دوزخوں بچ گیا جنت مل گئی

روح دی غلاظت ساری دھل گئی

ہے جو حقیقت اس تے کھل گئی

جیہڑا بن گیا پکا یار قلندر باباؒ دا

شالا وسدا رہوے دربار قلندر باباؒ دا

ہتھ جوڑ کے منگتیاں آئیاں نے

در ترے توں اساں لائیاں نے

جھولیاں میں وی پھیلائیاں نے

منگتا بیٹھا وچ قطار قلندر باباؒ دا

شالا وسدا رہوے دربار قلندر باباؒ دا

ایم اے علی۔راولپنڈی

---

## مرشد مل جائے

اِک پاگل سی لڑکی من مندر میں دیپ جلائے

اپنے دل کے نہاں خانے میں باباؒ کی تصویر سجائے

جاگتی راتوں کے چلمن میں آنکھوں میں سپنوں کو سجائے

باباؒ کی باتوں کی خوشبو سے من کی دنیا کو مسکائے

راہِ حق کی کٹھن راہوں پر اُن کے نقش پا کے سائے

تھام کے دامن کو ہاتھوں سے دور افق پر اُڑنا چاہے

اِک اُمید بہت مدہم سی مل جائیں گے وہ اُس کو بھی

ان کٹھن رستوں پر اُس کو مرشد کا دھیان چلائے

اِس اُمید پر اپنے دل کو اُن کی یادوں سے مہکائے

اُن سے ملنے کی چاہت میں دل عقیدت سے بچھتا جائے

کاش یہ سپنا سچ ہو جائے قرب اُن کا مجھے مل جائے۔

عائشہ تمثیلہ